اشعار بشکل قد ہون موزون
دلکش ہون برنگ زلفِ مضمون

جو دیکھے وہ منہ دکھائی دے دل
ہر سطر کی زلف مانگ لے دل

معنی وہ دکھائے جلوۂ نور
کاغذ ہو بیاضِ جبہۂ حور

نقطون کا یہ حسن صفحے پر ہو
افشان ماتھے پہ جلوہ گر ہو

رنگین سخنی سے ہو شفق گرد
وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد

پھولون پہ چمن مین اوس پڑ جائے
غنچہ بولے تو منہ بگڑ جائے

مین کیا ہون بہت ہین یان سخنور
قطرہ یہ کہان کہان سمندر

جگنو یہ کہان کہان ستارے
ذرّہ یہ کہان کہان شرارے

ہو خاک مجھے فروغ کا ظن
آندھی مین نہ ہو چراغ روشن

گلزار مین کیا وجود شبنم
کیا بحر مین اک حباب کا دم

کیا تختۂ گل مین قدرِ خاشاک
اکسیر اکسیر خاک ہے خاک

لیکن کہین انجمن ہے خالی
کب میکدۂ سخن ہے خالی

حاصل میکش کو کچھ نہ کچھ ہے
تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے

یارب یارب رحیم ہے تو
دینے والا کریم ہے تو

لب تو نے دیے ہین اور دہن بھی
دانت اور زبان اور سخن بھی

میرے گہر سخن کو دے آب
جوشِ مضمون ہو جوشِ سیلاب

شستہ مرے نامے کی زبان ہو
دریا بہے خامہ جب روان ہو

ہو رشک یہ چستیِ سخن پر
ڈھیلی ہو قبائے نازتن پر

بندش پہ ہو مو سے بند شیدا
چوٹی مین ہو پیچ و تاب پیدا

اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق | سرمہ ہو یہ بہر دیدۂ شوق

آغاز داستان یعنی شاہزادہ ماہ عالم کی پیدائش کا بیان

ساقی دیکھ آج شان گلشن | جوبن پہ ہین گل رخان گلشن

کہتے ہین چمن کے پھول بوٹے | ہو رنگ جو لو تو یہ آج لوٹے

اک شاہ تھا کشور عجم مین | مشہور تھا جاہ مین حشم مین

سلطان کے لقب سے نامزد تھا | انسان کے لباس مین اسد تھا

وہ یوسف کاروان اقبال | تھا اوج مین آسمان اقبال

جرأت کی بنا کا خود تھا بانی | جز عکس تھا کون اوسکا ثانی

کاکل بل مین بہت کم اوس سے | تلوار کا ناک مین دم اوس سے

ہمت کا بڑھاؤ حد سے بڑھکر | دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر

دیکھے تو دبے سمٹ کے کاکل | ہو چار انگل کی گھٹ کے کاکل

گھر تھا لیکن پسر سے خالی | درج شاہی گہر سے خالی

گلزار جہان مین مثل شمشاد | رکھتا تھا پھول ہی نہ [illegible]

گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا | بے نور نظر تھا دیدہ اوسکا

قسمت تھی سیاہ شب کی صورت | تھی اوسکو چراغ کی ضرورت

ڈر تھا کہین گھر نہ بے مکین ہو | خاتم الگ نہ بے نگین ہو

تھی جاہ محل کی آبرو کی | بندے نے خدا سے آرزو کی

چمکا جو نصیب کا ستارہ | پردے مین پلا جگر کا پارہ

دانے کو زمین نے دبایا — قطرے نے صدف کو گھر بنایا
دانے سے ہوئی شجر کی امید — قطرے سے پڑی گہر کی امید
گن گن کے کٹے جو نو مہینے — مژدہ دیا شاہ کو کسی نے
ٹپکا ثمر نہال اُمید — نکلا برج حمل سے خورشید
مہتاب کو داغ دے وہ صورت — سورج کو چراغ دے وہ صورت
ہالے کو یہ چوٹ ہو چمک سے — اُلٹی سید ہی گرے فلک سے
پیدا جو ہوا وہ دانہ گھر مین — آیا گویا خزانہ گھر مین
بوٹے سے نہال ہو گیا شاہ — تارے نے ہلال کو کیا ماہ
وہ نور تھا یون اوس انجمن مین — ہو روح لطیف جیسے تن مین
حسرت رہی دیدۂ حسد کو — پردہ ہوا حُسن چشم بد کو
لعل و زر و سیم سب منگایا — بانٹا بخشا دیا لٹایا
جلسون مین ہنسی تھی قہقہے تھی — غنچون مین ہزارون چہچہے تھی
رکھا وہ نور نگاہ عالم — رکھتا گیا نام ماہ عالم

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پر عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے — دل سرد ہے آفتاب آئے
بے دختر رز نہین مجھے چین — ہون صورت موج بادہ بےچین
وہ ماہِ لقا تھا آسمان قدر — بڑھ کر جو ہوا ہلال سے بدر
ہر فن مین کیا کمال حاصل — جیسے مہ چاردہ ہو کامل

حصّے مین تھی آبرو کی ہر شے — تھا رزم مین تیغ بزم مین مے
دانش مین خیالِ نکتہ یابان — بینش مین نگاہ بے حجابان
اندیشے مین وسعتِ شبِ ہجر — افکار مین گرمیِ تبِ ہجر
رنگین سخنی مین لعلِ احمر — شیرین دہنی مین حوضِ کوثر
گفتار مین شیشۂ مے ناب — رفتار مین یا نسیم یا آب
نور اوسکا فروغِ دیدۂ طور — حسن اوسکا چراغِ محفلِ نور
اوج اوسکی جبین کا ایک پرتو — شان اوسکے چراغِ بخت کی لو
رفعت کوٹھے کا ایک زینہ — دولت خاتم کا اِک نگینہ
طاقت چٹکی مین صورتِ تیر — نصرت قبضے مین مثلِ شمشیر
عقل اتنی بڑھی کہ زلف کھنچ جائے — عمرِ خضر و مسیح کٹ جائے
اکدن کہ تھا جوشِ موسمِ گل — دلکش تھی بہارِ زلفِ سنبل
جو پھول تھا لال ہو رہا تھا — ہر پیڑ نہال ہو رہا تھا
آتا تھا ہوا کو اِسقدر پیار — منہ غنچون کے چومتی تھی ہر بار
نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین — لہرون سے اوڑا رہی تھی موجین
وہ گل کہ تھا آبروے گلشن — گلشن مین تھا مثل جوے گلشن
اختر کہ وزیر کا پسر تھا — مانندِ سہا پسِ قمر تھا
گل تازہ کھلایہ اوس زمین پر — تاجر کوئی آ پڑا دہین پر
پہونچا لبِ جو وہ سروِ نوخیز — کی پیش ہر ایک شے دلاویز
قصّہ کوتاہ آخرِ کار — دکھلائین شبیہین اوسنے دو چار

تصویر تھی لاجواب ہر ایک — سب مین بے مثل تھی مگر ایک

ابرو تھے کھنچے ہوئے ہلالی — زلفین کہ گھٹائین کالی کالی

پھولے پھولے وہ گال تھی پھول — تھے گال کے گال پھول کی پھول

آنکھین دکھلاتی تھین تماشا — ارباب نظر کو پتلیون کا تہ(?)

لب کہتے تھے بولنے ہی پر ہی — گویا منہ کھولنے ہی پر ہے

[illegible] نگاہ نبکلے آئی — پہلو مین وہ آہ نبکلے آئی

کاکل سے پڑا بلا کا پھندا — بت بن گیا وہ خدا کا بندا

دیدے لگے کہنے ہو کے قربان — تو ہی مری پتلیون کی ہے جان

بولا شہزادہ چشم بد دور — ہے یہ کسکی نگاہ کا نور

کس برج کے چاند کی یہ ضو ہی — کس گھر کے چراغ کی یہ لو ہے

تاجر نے کہا سراب ہے یہ — نور بے آفتاب ہے یہ

در اصل یہ نقش ہے خیالی — صورت ہے گواہ بے مثالی

صبح کاذب ہے دن نہین ہی — سائے پہ پری کا کیون یقین ہی

[illegible] النا کیا — خورشید پہ خاک ڈالتا کیا

[illegible]ن کو رسن نہ جانے کوئی — تارے کو شرر نہ مانے کوئی

[illegible]ھا وہ کہ فاش ہو گیا راز — پردے مین چھپا نہ نغمۂ ساز

ایسا نہ ہو بنکے سب بگڑ جائے — اولجھے یہ تو کوئی پیچ پڑ جائے

بولا کہ ہے ایک کشور حسن — ہے جسکا سواد دفتر حسن

دیوار ہین رخ حسین سی شفاف — صحن آئینۂ جبین سے شفاف

دراوسکے جو دیکھ پائین معشوق — آنکھین اپنی چرائین معشوق

قد سے بالا مقام ہر ایک — طالع سے بلند بام ہر ایک

جس راہ پہ شہر مین نظر کی — تھی مانگ کسی حسین کے سر کی

فردوس ہے تختگاہ کا نام — خسرو ہے بادشاہ کا نام

یہ نور نظر نظر ہے خسرو — یہ لخت جگر جگر ہے خسرو

اوس بزم مین نور ہے تو یہ ہی — فردوس مین حور ہے تو یہ ہے

مشتاق ہوا وہ سر سے تا پا — بولا کہ بیان کر سراپا

تاجر یہ تھی ختم خوش بیانی — یون کی سر بزم گلفشانی

برج شرف قمر ہے وہ سر — یا نخل ہے قد ثمر ہے وہ سر

اک گنبد قصر نور کہیے — قندیل چراغ طور کہیے

زلفین سیلاب بحر اسود — اور سر ہے حباب بحر اسود

وے مستی حسن بوے بادہ — سر پیش کرے سبوے بادہ

ہے جلوہ نما وہ مانگ سر پر — گویا تلوار ہے سپر پر

یا اک خط زر سر محک ہی — سیدہی یا چین کی سڑک ہی

برق ابر سیاہ سے کہیے — کالے پانی کی راہ سے کہیے

کاکل شب ہجر خستہ حالان — یا ہے بخت شکستہ حالان

گر آنکھ کسی کی اوس سے لڑ جاے — قسمت مین بلا کا پیچ پڑ جاے

ہم پلہ جو زلف خم بخم ہو — غالب ہے کہ عمر خضر کم ہو

کان نعلین سے لڑتے ہین کان — گلہاے چمن پکڑتے ہین کان

ہر زلف ہے سانپ آستین کیا شک — وہ کان ہین یا ہنیان بلا شک
چہرے مین ہے جبہ منور — یا باغ جنان مین حوض کوثر
کیا رنگ کہون شگفتگی کا — اک پھول کھلا ہے چاندنی کا
[illegible] ہے صاف جوش تنویر — روشن ہے جبین سے خط تقدیر
ہر ورق رخ صاف پر کہان ہین — بحر خوبی مین کشتیان ہین
دو طاق ہین خانۂ خدا کے — دونون ہین دفتر حیا کے
دیکھے ابرو تو سر جھکا کر — گوشے مین چھپے کمان جا کر
دل پھر مثال تو ہے بے جبین — کہئے تفسیر قاب قوسین
آنکھین ہین سیاہ سحر خوانی — یا ساغر بادۂ جوانی ہے
جادو ڈالین تو صاف چل جائے — رنگ ابلق دہر کا بدل جائے
پلکون سے بنا کے آشیانے — دو مرغ بٹھا دیے خدا نے
چتون سے عیان ہے خوش کلامی — کہئے آنکھون کو شرح جامی
پلکین گد کے پھری سی ہے پتلی — پلکین چمن ہین پری ہے پتلی
بینی اللہ کا الف ہے — یا شمع ہے یا صراحی مے
بوروں کے تھے دانت لعل لب پر — کی نقب زنی طمع مین آکر
پہونچا بینی پہ رخ ہے ادراک — ہے لیقۂ جلد مصحف پاک
گال اوسکے ہین گل مگر ہین بنجار — چمکین تو ہو برق جلکے فی النار
مضمون ہے گنجفے کا نایاب — دونون ہین وہ آفتاب و مہتاب
لب کہتے ہین معجزہ ہنسی ہی — شق القمر ایک دل لگی ہے

ہے پست وکشاد اونکا معمول
غنچہ کبھی دیکھیے کبھی پھول

لب ایک ہے یا تو دوسرا تا
دونون جو ملین تو بت ہو پیدا

بت نکلے وہ سنگدل نہ بولے
عیسی بھی جو آئین لب نہ کھولے

انگلی جو لبون کے درمیان ہے
مابین دو لب الف عیان ہے

ظاہر یہ ہوا الف سے مطلب
لب بین مے حسن سے لبالب

کیا وصف دہن بین کیجیے فکر
جو چیز نہین ہے اوسکا کیا ذکر

ہان چوک ہولی نکلتی ہے بات
سانچا ہے وہ جسمین ڈھلتی ہے بات

رخسار سے حباب منہ ہے چشتا
مچھلی ہے زبان گفتگو کیا

کوزے مین ڈلی نبات کی ہو
یا چشمہ آب حیات کی ہے

ہین دانت دہان صاف مین نیم
سیپیار سے ہین یا غلاف مین نیم

ہیرا ایتھر یہ گفتگو ہے
موتی کی ذرا اسی آبرو ہے

رخ ہے ملک فرنگ گویا
منہ قلعہ ہے بھر جنگ گویا

دانتون کی صفین نظر پڑی ہین
یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین

پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف
پڑھیے قرآن مین سورۂ قاف

ہے غبغب صاف چاہ نخشب
قال غبغب ہے ماہ نخشب

عین آنکھ کو بت کیجیے جو تسلیم
شک اسمین نہین کہ ہے دہن میم

دیکھا ہے یہ شوق نکتہ یابی
ہے پارۂ عم رخ کتابی

گالون پہ جو آتے ہین نظر خال
ہے نقطۂ انتخاب ہر خال

تا دفتر حسن کے سارے مشتاق
سمجھین کہ ہین منتخب یہ اوراق

گر شمع سے دوں مثال گردن
ہو شمع کو سرو بال گردن

اللہ اللہ بلند ہے شان
رحل اوسکو کہوں کہ رخ ہی قرآن

کیا جوڑ گلو ہے اور کیا رنگ
آئینہ ہے صاف پیک کا رنگ

یا مے ہے بھری میان شیشہ
یا لال پری میان شیشہ

شانے سر بازو خوش آئین
شیشوں پہ دھرے ہیں جام زرین

ہے جوش ضیا سے آشکارا
اکوں کے کنول ہیں جلوہ آرا

شفاف بدن کو ہنس کہیے
ہر ہاتھ کو ایک لہر کہتے

دو ہاتھ ہیں سینہ ہی مگر ایک
تلواریں تو دو ہیں اور سپر ایک

پہونچوں کو نہ پہونچے جا ہی جوہو
گھل جائے جلن یہ شمع کو ہو

اِکدن کہیں دیکھی تھی کلائی
کل برق کو آج تک نہ آئی

ہے رشتۂ جان وہ نبض پر نور
یا تار نگاہ دیدۂ حور

چمکے جو ہتھیلی بھور ہو جائے
چشم خورشید کور ہو جائے

مچھلی سے خیال دور ہیں ہے
چشمہ کف دست نازنین ہی

کیا کیجئے وصف پنجۂ نور
ہے پنجۂ آفتاب مشہور

دیکھے جو کوئی بچشم ادراک
مرقوم ہے پنجسورۂ پاک

آنکھوں کو کہا جو شرح جامی
پنجہ ہے خمسۂ نظامی

پوروں سے نیشکر ہر انگشت
فوارۂ نور ہر سر انگشت

ہے سینۂ صاف دشت ایمن
یا آئینہ یا ہے مہر روشن

چاندی سونے کا یا طبق ہے
یا سورۂ نور کا ورق ہے

پردے کا پسند ہے قرینہ | لوح محفوظ ہے وہ سینہ
پستان ہین کہ ہین بلور کے برج | یا نور کے گھر مین نور کے برج
یا میوۂ نخل زندگانی | یا محمل ناقۂ جوانی
بیخود ہے شراب پینے والے | مستی مین اولٹ دیے پیالے
اب قابل صاد سنیے باتین | سینہ تو ہے لوح یہ دواتین
ہے اوسکا شکم کہ صحن دربند | اوس صحن مین حسن ہی نظر بند
بلور کا صحن یا ہے گھر مین | یا چاندنی چوک ہے نظر مین
آئینہ نفس سے جزر و مد ہے | دریا کی مثال مستند ہے
ہے پیٹ بھی صاف بیٹھ بھی صاف | آئینے کے دونون رخ ہین شفاف
سیلی جو عیان سر شکم ہے | پستان ہین دواتین یہ قلم ہے
ناگن کی مثال پیچ ہے پیچ | سنبل کیسے لٹ ہے بڑا پیچ
روشن ہے کہ آئینہ بدن ہے | یہ سایۂ زلف پر شکن ہے
قلعہ ہے شکم تو بد ہے وہ ناف | یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف
یا سخت پڑی ہے چشم چڑیا | وہ ناف ہے نقش دیدہ گویا
موہوم ہے وہ کمر یہان تک | صانع نے دیا ہے نقطۂ شک
اک زلف کا بال ہے کمر کیا | شاعر کا خیال ہے کمر کیا
ستار عیوب کی قسم ہے | دو ہستیون مین نہان عدم ہے
یون عقدہ کشا ہے طبع کشاف | ہے تار نگاہ دیدۂ ناف
تعریف سرین مین عقل گم ہے | خاطر کو گران مثال خم ہے

میکش یون مست گفتگو ہین — میخانے مین نقرئی سبو ہین
ایوان حیا مین یا ہین چھاپے — یا کھینٹے دہرے ہین آفتابے
اب پاس حیا ہے کیا مین بولون — ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون
کیا خاک گہر کی آبرو ہے — غنچے مین مقام گفتگو ہے
ساغر نہ کہون صدف نہ جانون — گندم جو کہو کبھی نہ مانون
عقدہ کھلے چاک پر جو ہو غور — عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور
رانین ملبوس مین ہین مستور — شمعین فانوس مین ہین مستور
پنہان بادل مین بجلیان ہین — مضمون الفاظ مین نہان ہین
ساقون پہ یقین ہے شاعرونکو — مصرع ہین یہ بیت حسن کی دو
پائون مین ہی ام الف کا نقشا — مرقوم ہے صاف صورت لا
کی فکر جو جانب معانی — سمجھے نہین کوئی اسکا ثانی
پشت کف پا ہے بسکہ پرنور — ہے روئے پری کہ چہرۂ حور
امکان مین ہو جو دید ناخن — ہو قوس قزح مرید ناخن
تلوون پہ نثار ہین مہ و مہر — دو آئینہ دار ہین مہ و مہر
روشن وقت معائنہ ہے — ہر نقش قدم اک آئینہ ہی
قامت سے قیامت اٹھ کھڑی ہو — سایے سے پری مری پڑی ہو
سنتا تھا کہ جی مین آیا جی دے — دیکھا تو کبھی ابھر آئے دیدے
تصویر کو دے کے زر خریدا — سودا لیا درد سر خریدا
کیا بخت ہے اور کیا مقدر — بجلی لو کہین چلے کہین گھر

شہزادے کا تلملانا اور وزیر زادے کا سمجھانا

تو یہ کو مرا اسلام ساقی
بھر دے پر جام ساقی

دل کی سوزش بڑھی ہوئی ہے
سودا سا ہے تپ چڑھی ہوئی ہے

وہ صاحب تاج کشورِ غم
وہ داغ نصیب ماہ عالم

گہوارۂ ناز میں پلا تھا
ناواقف کوچۂ بلا تھا

بیدل ہوتا تھا دلگی سے
خاطر تھی کشیدہ میکشی سے

چشم پُر آب تھا پیالا
شیشہ کفِ دست کا تھا چھالا

تھا بسکہ گھڑی گھڑی تیار نگ
چہرے میں تھا دھوپ چھانو کا رنگ

یا ابر تھا اشکبار یا وہ
یا برق تھی بیقرار یا وہ

بھڑکی دل میں وہ آتش غم
جس آگ سے آگ لے جہنم

اشکوں کی وہ چشم سے روانی
بادل بھریں جسکے آگے پانی

انجان کا عشق جی پہ بیٹھا
دل سب سے اوٹھا اوسی پہ بیٹھا

آنکھوں پہ کچھ ایسی چھائی وہ شکل
پتلی بنکر سمائی وہ شکل

ابرو تلوار ہو یہ مانا
لیکن مہ عید اوسنے جانا

کاکل ہو بلا زمانے بھر کو
سر پیچ تھی لیکن اوسکے سر کو

آنکھیں خونخوار ہوں بلا سے
اچھا بیمار ہوں بلا سے

قد دار سہی نہال تھا وہ
سر آنکھوں سے پائمال تھا وہ

اختر ابن وزیر اوس کا
ہمراز میں تھا مشیر اوسکا

سمجھانے لگا کہ اے خرد ور
کیون خاک کیطرح ہے یہ چکر

ہے خواب فقط خیال تصویر
پھولے نہ پھلے نہال تصویر

ہون اشک در آبرو کہان ہے
تصویر کے گل مین بو کہان ہے

سوکھے کو ہرا نہ جانے کوئی
کھوٹے کو کھرا نہ مانے کوئی

موتی کا گمان حباب پر کیا
پانی کا یقین سراب پر کیا

گیسو نہین پیچ مین ہو کیون گم
یوسف نہین ہوش کیون ہو گم

قصہ نہ بڑھے ہے ناگ کاکل
چھوسے کہین خم مین نہ یہ گل

ہے باد ہوائی چاہ کی سر
چھوڑین نہ شگوفے مردم شہر

جلکر نہ لگائین آگ بدخواہ
پڑھکر نہ کنوین جھنکائے یہ چاہ

سلطان سے کوئی جڑ دے تو کیا ہو
اولٹی سیدھی پڑے تو کیا ہو

یہ چاہ ہے رنج کی نشانی
پڑ جائیگا آبرو پہ پانی

بولا کہ نہ چھیڑ راگ مالا
ڈہن چھیڑے سے اور ہو دوبالا

دل آہی چکا تو صبر کیسا
دم جانے پہ ہے تو جبر کیسا

دامن نہین یہ ہوس کہ چھوٹے
شیشہ نہین آسرا کہ ٹوٹے

نیت بدے ہوا ہے گویا
خواہش مٹے نقش پا ہے گویا

بالا ہی پڑا قضا سے ابتو
جو ہو سو ہو بلا سے ابتو

سمجھا کہ مری کیا خدا نے
مین کیا مری بات کیا کہ مانے

تنکے کا شمار لہر مین کیا
بنیاد حباب نہر مین کیا

سوجھی سر دست پردہ پوشی
قفل در لب ہوئی خموشی

سلطان کا ماہ عالم کو سمجھانا آخر نسبت کا خط لکھا جانا

ماتا ساقی ہوا یہ ہے آج — رندوں کی نظر خدا یہ ہے آج

مے دے تو بھلا نہ دے تو کیا جبر — پائیں تو مزہ نہ پائیں تو صبر

دل آکے رکا نہیں کسی سے — آندھی نہیں تھمتی آدمی سے

شہزادہ کہ غم سے مر رہا تھا — دم عشق کا جی سے بھر رہا تھا

صورت ہوئی نزار روتے روتے — گل سے ہوا خار ہوتے ہوتے

آنا جانا نفس کا ہر بار — تلوار پہ چل رہی تھی تلوار

لاکھوں شکنیں پڑی جبین پر — موجیں تھیں سراب کی زمین پر

گالوں کی جو اوڑ گئی تھی لالی — رو شیشے تھے زہر دمے سے خالی

داغوں سے کبودی لب پہ آئی — چاندی کی رگڑ سیاہی لائی

منہ فق نہیں بلکہ زرد بھی تھا — دل شق نہیں بلکہ سرد بھی تھا

ماتھا۔ تل۔ کان۔ گال۔ لب زرد — وہ قد تھا ببول پھول سب زرد

جل جل کے جو کھینچیں سرد آہیں — تھیں برف سے بند دم کی راہیں

ہم چشموں کے دل تمام توڑے — ایسا کھٹکا کہ جام توڑے

بیرنگ جو دامن اوسکا اٹکا — آنکھوں میں برنگ خار کھٹکا

یار اوڑ کے ہوا تھے رنگ کیطرح — ہر رشتہ کٹے پتنگ کیطرح

ہمدم دہشت سے سب جدا تھے — بات آکے پڑی تو لب جدا تھے

پنہاں رہو دل میں داغ کبتک — دامن کے تلے چراغ کبتک

رفتہ رفتہ اوڑی ہوا یہ — قمری کسی سرو کا ہوا یہ

باتون باتون سُنا پدر نے — دل دیکھ لیا ہے غم پسر نے

ہوش اوسکے اوڑ گئے خبر کیصورت — آنسو تھے تھمے گہر کی صورت

آنکھون کو تھی نور دیدہ کی چاہ — گل کو لینے چلے ہوا خواہ

گرم آئے وہ جسطرح تب آئے — یا سینے سے آہ تا لب آئے

دیکھا نہ وہ رنگ ہے نہ وہ روپ — دامان غبار مین چھپی دھوپ

رخ صاف تھا پہلے تیرہ اب ہے — دن رنگ مین ہمسر او شب ہے

کی عرض کہ ہین حضور بےچین — کچھ دیر کو ہو قران سعدین

اوٹھیے اوٹھیے حضور چلیے — چلیے چلیے ضرور چلیے

اوٹھنے مین تھا ضعف سے تکلف — بہون پہ بھی شکن زبان پہ اُف

زانو پکڑے کمر سنبھالے — بیچارہ کدھر کدھر سنبھالے

صدمہ دل پر تڑپ جگر مین — سسکی ہونٹھون پہ درد سر مین

اوٹھ بیٹھ کے وہ غبار کیطرح — آیا دل بیقرار کیطرح

آغوش طلب پدر نے واکی — پہلو مین جگر کیطرح جا کی

صدمہ تھا ملال تھا قلق تھا — آنکھین نیچی تھین رنگ فق تھا

ٹوٹا ہوا دل حجاب آسا — پھولا ہوا منھ حباب آسا

پلکین جو نہ کرتین پردہ داری — آنکھون سے نہ چھپتی اشکباری

تھے سوزش غم سے خشک تر لب — مرجھائی پنکھڑی تھا ہر لب

سلطان نے غبار اوسکا تاڑا — دامن کیطرح سے خوب جھاڑا

بیتابئ دل اوبھار لی تھی — غیرت مگر آنکھہ مار لی تھی
دل تنگ ہوا تو عقدہ کھولا — گرمی دیکھی تو جیل کے بولا
غم خار نہین جسے نکالون — دُکھہ پیڑ نہین کہ کاٹ ڈالون
عشق آگ نہین کہ بجھ کے رہجاے — رنج آب نہین کہ بڑھکے بہجائے
دیکھا جو یہ اضطراب کا رنگ — تیور کی طرح بدل گیا رنگ
تابوت کا تختہ ہو گیا تخت — تھی گردش چتر گردش بخت
وحشت سے حواس خمسہ ششدر — چارون ورق عناصر ابتر
ہمدم تھے تمام دم کے ساتھی — ہمدرد تھے درد و غم کے ساتھی
جی جان سے جان نثار تیار — کام ایک کا ہو تو چار تیار
سوزش کی مگر دوا کہان تھی — ٹھنڈا کرے وہ ہوا کہان تھی
دلسوزون کو سوز دل سُنایا — بولا کہ یہ گل سے داغ پایا
جو دیدہ تھا اور جو شنیدہ — روشن کیا حال نور دیدہ
حیرت سے تھے اہل ہوش ششدر — تیخانہ تھا بادشاہ کا گھر
چُپ سُن سکتے مین تھے خردمند — منہ مثل در بخیل تھے بند
ہونٹھونپہ تھے دانت سر پہ تھی ہاتھ — سر سے جو ہٹے جگر پہ تھے ہاتھ
مجمع مین تھا ایک پیر دانا — دیکھے ہوے آنکھون سے زمانہ
کوچے مین جو رہبری کے آئے — ہون خضر تو راستا بتائے
صورت مین کمان فکر مین تیر — بھر شب غم سحر تھا وہ پیر
منہ صورت عقدہ اوسنے کھولا — سلطان کو دعائین دیکے بولا

میکش کو ہوس ایاغ کی ہے — پروانے کو لو چراغ کی ہے
دل بیٹھ نہ جائے رنج اوٹھا کر — ڈوبے نہ یہ چاند داغ کھا کر
ایسا نہو نور چشم کھو جائے — ٹھنڈا گھر کا چراغ ہو جائے
یون خاک تھمے ہوا جنون کی — ہان وصل ہے اک دوا جنونکی
بھوکے کو غذا نہ دیجیے کیون — زخمی کی دوا نہ کیجیے کیون
عشق اور نصیحت زبانی — جیسے جلتے توسے پہ پانی
خسرو کو پیام دیجیے آپ — اس لعل کا عقد کیجیے آپ
پیوند سنجر سے ہو جائے — ہمرشتہ گہر گہر سے ہو جائے
رستے سے ہی خوب تاجر آگاہ — نامہ اوسے دیجیے کرے راہ
ڈہونڈہے وہی دلکو جسنے کھویا — کاٹے وہی دکھ کو جس نے بویا
بیمار کیا دوا بھی لائے — بھڑکائی ہے آگ تو بجھائے

شہزادیکا گھبرانا لوگونکا سمجھانا آخر پیام عقد سے تسکین پانا

ساقی کہون کیا مین حال جی کا — دیوانہ ہون شیشے کی پری کا
ہے شوق وصال دختر رز — دکھلا دے جمال دختر رز
وہ تازہ نہال گلشن غم — وہ داغ نصیب ماہ عالم
گلچین بہار آرزو تھا — آوارہ مزاج مثل بو تھا
دل مائل درد آشنا گم — کشتی طوفان مین ناخدا گم
کہنے کو تو کم سخن نہین تھا — چپ تھا گویا دہن نہین تھا

صد چاک تھا اس لیے دل زار — تھا زلف جنون کو شانہ درکار

بیجا نہ تھی پتلیون کی حیرت — کیا نام کی کچھ نہ ہولی غیرت

بے شانہ بُرا سواد خط تھا — حرف موچا بیجا غلط تھا

سمجھانے لگے اوسے خرد دور — بھولو نہ خدا کو بندہ پرور

کیون یاس کی شکل دلنشین ہے — کیا رات کے بعد دن نہین ہی

بھڑکی ہے جو آگ سرد ہوگی — آندھی جو اوٹھی ہے گرد ہوگی

بجلی نہین جان کیون ہی بیتاب — بدلی نہین دیدہ کیون ہین پرآب

رخ برگ نہین ہے زرد کیون ہی — دل برف نہین ہی سرد کیون ہی

چہرہ مانند مہر ہے میلا نہ — آئینہ تو ہے مگر ہے میلا

تصویر کی حیف دل مین جا ہو — بت ساکن خانۂ خدا ہو

صورت نہ بگاڑو بنکے رنجور — بن جاے نہ جی پہ جان سے دور

پھل نخل جنون کے پل رہی ہین — کلیون مین شگوفے کھل رہی ہین

تم اور سبک گران یہی ہے — غم چھوڑو عذاب جان یہی ہے

امید نہین تمہاری خو سے — ہو جاہ عزیز آبرو سے

بہنے مانا کہ دے چکے دل — اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل

بے فکر نہ مدعا بر آئے — بے ذکر نہ بات لب پر آئے

بے شمع نہ بزم ہو منور — بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر

برسے گا اگر گھرا ہے بادل — پھولا ہے شجر تو لائیگا پھل

تھنچیے نہ تو ہوگا پھول گر گل — سلجھیگی اولجھ گئی جو کاکل

کہہ سن کے اوٹھایا جلد خامہ | لکھ پڑھکے سنایا اوسکو نامہ

نسخہ جو لکھا برائے بیمار | اُمید ہوئی دوائے بیمار

دیکھا جو وہ بخت کا سیاہا | زخمی سمجھا دوا کا پھاہا

خط توڑ کے یہ کیا اشارا | ہے غم سے شکستہ دل ہمارا

ظاہر کیا بند کرکے یہ رنگ | ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ بر ہوکر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سی جواب پانا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی | تیرا ہی لبِ ایکدم ہے ساقی

مے دے رہی تیرے نام کی خیر | خم کی شیشے کی جام کی خیر

سلطان قلم و غم و رنج | رخ تھا مانند شاہ شطرنج

سوچا کہ دوا سے کھوئیے درد | بھڑکی ہے جو آگ کیجیے سرد

صیقل ہو تو آئینہ ہو شفاف | کھل جائے گرہ تو رشتہ ہو صاف

بیمارے پہ جو آنچ آئے کیا ہو | یہ پھول جو داغ کھائے کیا ہو

دم سے غم عشق بڑھتے بڑھتے | سم ہو تب ہجر چڑھتے چڑھتے

الماس عقیق لعل گوہر | نیلم یاقوت مشک عنبر

ہاتھی اُشتر فنس ہوادار | نامہ تصویر گنج رہوار

تاجر کو دیا کہا ہوا ہو | سیکھ آہ کی پہ خیال بادپا ہو

خسرو کو شبیہ و نامہ دینا | کہنا سننا جواب لینا

ہو سخت تو بولنا بہ نرمی | ٹھنڈا کر تا کرے جو گرمی

کچھ راگ جو لائے ساتھ رکھنا | پرواز کرے تو باز رکھنا
خط پاتے ہی چل کھڑا ہوا وہ | حسرت سا نکل کھڑا ہوا وہ
دن رات تھا گرم رہ ہوا خواہ | دن کو سورج تھا رات کو ماہ
رستے مین نہ دم لیا کسی شکل | فردوس مین آیا روح کی شکل
آیا جو نظر وہ باب اُمید | لی برج کی راہ مثل خورشید
پردہ تھا کشادہ اور در وا | گھونگھٹ مین تھی چشم فتنہ گر وا
تھا پردہ گوش پردۂ در | نغمے کیطرح سمایا اندر
گھر مین جو سپیدی چارسو تھی | صبح اُمید روبرو تھی
انوار سے صحن خانہ لبریز | جیسے دل عابد سحر خیز
بام اوج مین بادشہ کا اقبال | محراب ابروے کج کی تمثال
تھی پیش نظر یہ صورت طاق | وا شوق مین جیسے چشم مشتاق
تھے سقف مین قمقمے پُر انوار | سینے پہ تھین چھاتیان نمودار
دیکھا کہ وہ بادشاہ دوران | ہے تخت پہ صورت سلیمان
جھک کر بادب مثال خامہ | دی وہ تصویر اور وہ نامہ
نامے سے کھلا طلسم تقدیر | پتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر
صورت کا بناؤ چشم بددور | سائے مین تھا آفتاب کا نور
زاہد کیسا ہی بت شکن ہو | اس بت کو جو دیکھے برہمن ہو
اوس غنچے مین تھین شبیہین دو چار | یہ گل نظر آئی اور سب خار
دولھا کی پسند تھی دلھن پر | بجلی وہ گرائی یاسمن پر

دیکھی جو شبیہ ماہ عالم — گردن ہوئی مثل ماہ نو خم
برچھی پڑی نوک سے پلک سے — دل مین لگی آگ سی چپک سے
تصویر پہ چپڑھی ہوئی نظر پر — ہاتھ ایک جگر پر ایک سر پر
اُلفت کا چبھا جگر مین کانٹا — آنکھون کو لہو رگون نے بانٹا
بولی کہ یہ جال کس نے ڈالا — پر دیکھین ہے کون پردے والا
بوٹا سا یہ قد کہ دل مین جم جائے — سبزہ سا یہ خط کہ جان سہم کھا جائے
زلفون پہ نثار ہون بلائین — لین بل کی جو سانپ مار کھائین
کرتی ہین یہ پتلیان اشارا — پانی مانگے نہ اپنا مارا
مُنہ کیا کسی پھول کی کلی ہے — کہتی ہے ہنسی کہ کھل چلی ہے
ہین مے کے حباب گال دونون — عکس مے سے ہین لال دونون
ہم سے اتنا غرور اچھا — سمجھے رہیئے حضور اچھا
ہم مُنہ سے زبان دین تو بولو — تصویر کو جان دین تو بولو
گلشن دخت وزیر بولی — دل کھول کے کیا زبان کھولی
غیرت کو کہان ہوا ایتا دی — چڑیا صدقے کی تھی اوڑا دی
قمری نہ ہو سرو اسے گل اندام — پروانے کا شمع سے نہ ہو کام
اندھیر ہے کبک پر مرے چاند — سایہ کرے آفتاب کو ماند
بولی وہ کہ جان جائے دل جائے — اس جسم کی جان کاش مل جائے
بولی یہ کہ پیکے مے بہکتا — گل ہاتھ مین آئے تب چہکتا
بولی اچھا بتا بتا دے — ٹھنڈی ہو گئی ذرا ہوا دے

بولی یہ کہ کھل ہی جائیگا راز
گل ہوگی جو شاخ مین کلی ہے
یہ سُن کے ادھر وہ مسکرائی
غنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
سب ہمسنین چھیڑتی تھین ہر بار
ہان رال ٹپک پڑی تمہاری
منہ چومتے واہ ہم نے دیکھا
تصویر کی کون ایسی ہستی
آنکھین تو اوٹھاؤ کچھ تو بولو
ایسی آئی ہین یہ کہین سے
اونکو سب کچھ ہمین یہ گالی
منہ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
ہے کوئی ذرا ادھر تو آنا
لینے لگے چٹکیان اشارے
آنکھون کیطرح لڑی کسی سے
گرم ایسے ہوئی نظر کی صورت
جھلائے کسی پہ پیک تھوکی
آخر چھپی نظر کی صورت
گلشن لائی اوٹھا کے تصویر

کچھ ساز چھڑے تو نکلے آواز
آئیگی ہوا اگر چلی ہے
ہم بزمون نے دھوم ادھر مچائی
پھیلی گھر مین ادھر اودھر بو
کیون جی تمہین آیا تھا بہت پیار
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری
واللہ باللہ ہم نے دیکھا
اللہ تم اور بت پرستی
آنچل تو ہٹاؤ منہ تو کھولو
نخرے کرنا اجی اونہین سے
اولٹی گنگا بہانے والی
اونکے لیے رکھو ہے ادا خوب
منہ دیکھینگی آئینہ تو لانا
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے
کاکل سی اولجھ پڑی کسی سے
جھکا اوسے پاکے سر کی صورت
منہ ہنسکے چھپا لیا جو چوکی
پردے مین چھپی کمر کی صورت
خسرو کو دکھا یا نقش تقدیر

بولی کہ ہے جوڑ حسب دلخواہ
زہرہ ہی دُلہن تو چاند نوشاہ

دیکھی وہی شمع جسکی لَو تھی
چمکا وہی چاند جسکی ضو تھی

نامہ تھا کلید باب امید
ٹھہرایا۔ قران ماہ و خورشید

انعام سا دیجے نامہ بر کو
پتلی نے طلب کیا نظر کو

طالب سے ملا مزاج مطلوب
قاصد نے لیا جواب مکتوب

تاجر کی واپسی اور شہزادے کا سفر طلسماتی راہ اور پری کی نظر سے شہزادے کا راہ پر نہ آنا پری کے حکم سے قیدخانے جانا

اب رند ہین بیقرار ساقی
دل پر نہین اختیار ساقی

بلّٰلہ بدل نہین کو ہان سے
دے پھول کہ ہون ہوا ہما لنے

کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد
تیز آہ سے کچھ سوا تھا قاصد

دم چلنے مین منفعل ہوا وسکے
عمر گذران خجل ہوا وس سے

جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی
دریا جو ملا بنا وہ ماہی

گو گرم روی بہت جتائے
سورج کی کرن نہ اوسکو پائے

پہونچا جا کر قیاس کیطرح
ٹھہرا اپنے حواس کیطرح

سلطان کو دیا جواب مکتوب
طالب کو سنایا حال مطلوب

بھڑکی ہولی آگ کو ہوا دی
بارود مین آگ سی لگادی

مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور
دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

اوجھن بالون کی سوزش شمع | سرمایہ جنون کا سر بسر جمع

وحشت کی ہوا تھی کس بلا کی | دامن کی کلی کلی جدا کی

تھی بہر فغان زبان گویا | کھونے کو ملی تھی جان گویا

آنکھون سے جو چشم آشنا ہون | دیکھا دیکھی ہرن ہوا ہون

قسمت جگر ہزار کھائے | سر کے آگے نہ سر ہلائے

پڑ جائے جو چشم تر سے پالا | بھورے یا دل کا منہ ہو کالا

پنجہ جو دوچار ہو نہ چھوٹے | تار نفس ایک دم مین ٹوٹے

صورت دیکھو تو شوق ظاہر | پر تول رہا ہو جیسے طائر

سودا چڑھکر جو سر پہ بیٹھا | دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا

حیرت مین تھا شاہ مصلحت سنج | شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج

سوزش بھی تھی دلمین اور خوشی بھی | تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی

آندھی تھمتی محال تھا یہ | پانی رکتا خیال تھا یہ

نزدیک آئی پسر کی دوری | سامان سفر ہوا ضروری

اسباب خزانہ فیل رہوار | جو کچھ بہ سفر تھا درکار

سب دیکے اوسے کیا روانا | آگے سمجھا یا پیش آنا

ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا | یا جلوۂ برق طور پر تھا

ہودج کا وہ اوج چشم بد دور | نکلا ہے دید مہر نوروز

اس مہد کو اوٹھا کے سر نظر کی | پیچھم کو گری کلاہ سر کی

خود قلب مین چار سمت لشکر | تھا بیچ مین چاند گرد اختر

ساتھ اُن وزیر بھی سدھارا — پہلو مین قمر کے تھا ستارا

پوچھا تاجر نے بیخبر سے — راہین وو ہین چلین کدھر سے

نزدیک کی ایک دور کی ایک — نزدیک کی بد ہے دور کی نیک

لاعلم کہ دام ہے تہ کاہ — بولا کہ چلو قریب کی راہ

آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی — سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی

کانٹون مین کہان نگاہ اوجھے — کب تار نفس مین آہ اولجھے

سوروج سمجھے غبار کو خاک — بجلی کرے خارزار کو خاک

تھا سالک مسلک بلا وہ — تلوار کی دہار پر چلا وہ

خورشید نے جب کیا کنارا — چمکا مہتاب کا ستارا

دیکھا اک مرغزار نوخیز — سبزہ خط سے کہین دلاویز

پتی پتی پہ ہو نظر جی دین — کانٹے پلکون نے نوک کی لین

بولوٹن سے چلے نہ چال قد کی — اُمید ہو پائمال قد کی

پھولون کو جو دیکھین گال بتائین — سنبل اولجھے تو بال بتائین

ہم چشم جو نرگس حسین ہو — نقشہ سب آنکھ کا ہرن ہو

غنچہ منہ سے کہے کہ تو کیا — مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا

سیدھی ہی پیڑی سے مانگ ہو جائے — رستا ڈھونڈھے نہ پائے کھو جائے

پیچیدہ ادھر اودھر وہ بیلین — دل جتنے ہون کاکلون مین لین

تھی نہر جبین کسی حسین کی — لہرون سے عیان شکن جبین کی

جھنگی وہ بنا جو دسکے دم سے — گرد اودھ کے لپٹ گئی قدم سے

لہرائی طبیعت اوس قمر کی — شب چاندنی مین وہین بسر کی
کی صبح نے زلف شب جو کوتاہ — روشن ہوئی مانگ کی روش راہ
گلشن سے چلا وہ گل ہوا سا — آگے کو بڑھا وہ حوصلا سا
افسون کی روش تھی سحر کا رنگ — لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ
دن صورت مہر چلتے گذرا — چلتے نہین بلکہ جلتے گذرا
چل پھر کے تھا مرغزار مسکن — تھا مرکز دائرہ وہ گلشن
راہی ہوتا جہان سے ہر بار — آتا وہین پھر کے مثل پرکار
رستے سے کھلا نصیب کا پھیر — روشن یہ ہوا کہ ہوگا اندھیر
گلشن سے نکل سکا نہ اسطرح — گونگے کے دہن سے بات جسطرح
اک شب کہ تھی خط عارض غم — یا تھی گیسوے اہل ماتم
یا بخت سیاہ اہل زنار — یا فرد حساب عمر کفار
شہزادہ کہ ماندہ ہو گیا تھا — مانند نصیب سو گیا تھا
پہرے والا کچھ ایسا کھویا — مردون سے شرط بد کے سویا
لائی چکر مین گردش بخت — گذرے پریون کے اسطرف تخت
ایک اُن مین سے حور چہرہ گلفام — خورشید جمال مشتری نام
بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج — بدلی نظر آتی ہے ہوا آج
اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے — جنگل مین عجیب گل کھلا ہے
منظور نظر ہوا نظارا — ٹوٹی جیسے فلک سے تارا
سائے کی روش قریب آئی — اوس چاند پہ مثل ابر چھائی

یوسف جو ہوا عزیز جی سے
دل چاہ مین گر پڑا خوشی سے

جنگل مین ملا جو یہ خزانہ
چوری کا خیال جی مین لاتا

یون بند آنکھین تھین سبکی یکسر
جیسے ہون بند رات کو در

نشہ ہے خواب کا تھا سر جوش
سر کی نہ خبر نہ پاؤن کا ہوش

قابو پایا پری نے اوسپر
قبضہ کیا مشتری نے اوسپر

آغوش مین شکل اوس حسین کی
تمثال تھی حرف دلنشین کی

یہ تھی حلقے مین شان معشوق
جیسے منہ مین زبان معشوق

جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی
گل سے لیکے نہال گھر مین آئی

پلکون سے کھلی نقاب غفلت
چونکا وہ مست خواب غفلت

آنکھین جو کھلین نصیب سویا
کانپا سہما غریب رویا

بدلا نظر آیا کارخانہ
اوبھار زلفون مین جیسے شانہ

چکر مین سر ضعیف کیطرح
سر خم کمر نحیف کیطرح

تھی خوف سے سانس دم چرائے
کیا جان جو منہ سے باہر آئے

دل جسم مین یون ہوا افسردہ
ہو بزم مین جیسے شمع مردہ

رگ رگ مین چھپی تھی جان ڈر سے
دانتون مین دبی زبان ڈر سے

آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے
دو چشمے زمین پر بہے تھے

دونون چشمون کا کھیل دیکھا
گنگا جمنا کا میل دیکھا

تقدیر الگ بگڑ کے سوئی
سائے مین پری کے پڑکے سوئی

منحوس اوسکے لیے پری تھی
گویا کہ زحل وہ مشتری تھی

چھوٹن سے قضا چڑھی نظر پر
کاکل تھی بلا کہ آئی سر پر

پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا
بولی کوئی پتلیون پہ لایا

پوچھا کہ ہے کون وہ جفاکار
بولی کہ یہ بندی ہے خطاوار

بولا یہ غضب تو بولی خاموش
بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش

بولا کہ نہین تو بولی بیکار
بولا کہ رہائی بولی دشوار

بندہ مجبور چارہ کیا تھا
جو حق کی رضا اجارہ کیا تھا

آنکھون کو یہ بیخودی نے کھویا
دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا

تن جلنے لگا دھوان سے بال
تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال

آواز کو خوف تھا نکلتے
دم ہی نہ تھا جو منہ کو سکے چلتے

سہلتے ہلتے رکا وہین سر
اوٹھتے اوٹھتے جھکا وہین سر

جو دل کا غبار صاف کیا خاک
کھٹکا تھا کہ جھینکتے کٹے ناک

دانائی تھی ختم اوس پری پر
اوڑلی چڑیا کے گنتی تھی پر

سوچی ابھی جال مین پھنسا ہی
بھڑکے مجھسے تو دور کیا ہے

بو ہے جو دماغ مین وطن کی
ناساز ہوا ہے اس چمن کی

دیوانہ نہ ہو کہین اوٹھا کر
انگارے نہ اوگلے تاؤ کھا کر

ہو رام وہ سلسلہ نکالو
دم دماگے کا جال اسپہ ڈالو

روٹھے ہوے کو منانے بیٹھی
بگڑے ہوے کو بنانے بیٹھی

چھیڑا اوسے جسمین ساز ہو جائے
چھینٹے دے تا غبار دھو جائے

بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو
منہ کھول کے غصہ تھوک ڈالو

وحشت ہے یہ کس لیے جنون کیون | کانٹا نہین ہین کھٹکتی ہون کیون
اتنی نہ کرو رکھائی دیکھو | ہونٹھو نہ یہ ہنسی وہ آئی دیکھو
وان شوق عدوے پردہ پوشی | یان ہمنفس زبان خموشی
بیچین ادھر وہ دل کیصورت | حیرت مین ادھر یہ جیسے مورت
جوش اوسکو جو تھا شباب کیطرح | دن بھر جلی آفتاب کیطرح
بدمست وہ تھی شعور کیسا | ظلمت چھائی تھی نور کیسا
جسدم ہوئی بند چشم خورشید | روشن ہوئی شمع بزم اُمید
پردہ کیا فاش رات آگ لائی | کاکل سی بڑھی لپٹتے آئی
باہر ہوئی جامے سے ہوس مین | لین اوسکی بلائین دیکے قسمین
یان سر مین ہواے یاسمن تھی | خار اوسکو وہ غیرت چمن تھی
پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا | آگے وہ بڑھی یہ ہٹ کے بیٹھا
لین اوسنے بلائین تو یہ جھجکا | ہاتھ اوسنے بڑھایا اسنے جھٹکا
معشوق کھنچا جو صورت ساز | دل بیٹھ گیا یہ شکل آواز
بدلی حیرت کی منہ پہ چھائی | چھوٹی مہتاب پر ہوائی
مُنہ کی کھائی تو بھولی وہ دلہن | منہ دیکھ کے رہگئی وہ چپ بن
دل غم سے بھرا ایاغ کیطرح | شب بھر وہ جلی چراغ کیطرح

وصل پر مشتری کا اصرار - ماہ عالم کا انکار - مشتری کا جھلانا - شہزادے کا قید خانے جانا

ہون صورت غنچہ تنگ ساقی | لا بادۂ لالہ رنگ ساقی

غم کی کوئی حد ہے غم نہ دے اب | دم آیا لبون پہ دم نہ دے اب

وہ دام ملال کی گرفتار | اولجھن مین تھی مثل زلف خمدار

گالون پہ رواں تھے اشک پیہم | پھولون پہ گر رہی تھی شبنم

غم کہتا تھا جان کھاؤنگا مین | دم کہتا تھا اب نہ آؤنگا مین

پہلو اوس نے ہزار بدلے | کیونکر دل بیقرار بدلے

کوٹا سینے کو شب بھر اوسنے | کی صبح گجر بجا کر اوس نے

کھائے ہوے داغ مثل لالہ | جل بھنکے اوٹھی وہ گرم نالہ

شہزادے سے رات کی چلی تھی | اوس غنچہ دہن کو بیکلی تھی

آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی | سر پر اوسکے بلا سی آئی

سوتا مانند بخت پایا | صدمے کیطرح اوسے اوٹھایا

چونکا تو نظر پڑی ڈراوہ | تھی سر پہ اجل کھڑی ڈراوہ

دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر | کروٹ بدلی نگہہ بدل کر

قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا | نظرون سے تھا مثل اشک گرنا

ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہین ہے | ان ہاتھون کو دسترس نہین ہے

بیچین ہون بیوفا کے مارے | جسطرح دھوان ہوا کے مارے

منہ کی کھائی تو غصہ آیا | منہ دیکھ کے بگڑی منہ بنایا

قہر آیا کہ جن چڑھا پری پر | لیکی جھلا کے آدمی پر

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی | ہمسے اتنی رکھائی کیون جی

دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب — سبحان اللہ واہ کیا خوب

سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا — جو دُر کو نہ پرکھے جوہری کیا

رخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا — ہے دال مین کچھ ضرور کالا

در پردہ ہے کون پردہ کھولو — آنکھین نہ دکھاؤ منہ سے بولو

بُت بن گئے کس پہ جان دیکر — چپ سُن ہو کسے زبان دیکر

کس شمع سے لو لگائے ہو تم — کس چاند کا داغ کھائے ہو تم

کیون زرد ہو جیسے زرد ہو رگ — کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ

اُلجھن مین ہو کیون یہ کیا بلا ہے — کس زلف کا پیچ پڑ گیا ہے

کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون — کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون

ٹیڑھے ہے نہ ہو سیدھی بات یہ ہے — مین جس سے دلون وہ گھات یہ ہے

مجھکو رلاؤ جو رلاؤ پیارے — آنکھون سے نہ ہاتھ دھوؤ پیارے

بیدل ہو تو آؤ مجھ سے دل لو — روٹھے ہو گلے لگاؤن مل لو

سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ — جل کر مجھکو جلائیگی یہ

سمجھا نہ کہ مار آستین ہے — تاثیر مین سم یہ انگبین ہے

سودا گھر بیٹھے مول لینا — قیمت مین وہ نقد ہوش دینا

وہ عشق یہ دن دکھائے جسنے — وہ چاہ کنوین جھنکائے جسنے

سب کہہ کے کہا کہ لاگ یہ ہی — جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہی

مایوس بھی وہ ہوئی خجل بھی — اُمید بھی لوٹی اور دل بھی

وہ پیار گیا وہ چاہ بدلی — دیکھا دیکھی نگاہ بدلی

آمادہ ہوئی جفا پہ جی سے
مریخ بنی وہ مشتری سے

غصہ تھا کہ قہر تھا خدا کا
چتون تھی کہ تیر تھا جفا کا

گیسو تھے کہ دام تھے بلا کے
ابرو تھے کہ تیغے قضا کے

پلکین اوسکی تھین یا سنانین
یا سانپ تھے بال یہ زبانین

پتلی تھی پھری تو پلکین گد کے
تل تھے شرر آتش حسد کے

دیدے آنکھین بدل رہی تھے
غنچہ سے وہ ہونٹھ جل رہی تھے

نظرون سے گرا دیا نظر نے
گیسو لگے مار مار کرنے

پلکون نے چبھوئے خار پر خار
قد سرو کے پیڑ سے بنا دار

باتین کرتی تو زہر اوگلتی
چلتی جو زبان کٹاری چلتی

گردن سے لپٹ کے شکل گیسو
کہنے لگی سن تو او جفا جو

کیون مجکو کیا پکا کے چھوڑا
کیون شیشۂ دل کو تونے توڑا

ٹھنڈی کوئی اور ہو چلون مین
ہان چاہ مین باؤلی رہون مین

دھن اور دھی اور راگ نکلا
پانی تجھے سمجھی آگ نکلا

جو مین کہون تو کرے نہ وہ بات
مین دن جو کہون تو تو کہے رات

تو مجھ سے لڑے یہ جان تیری
اے خالق پاک شان تیری

تو کیا تجھے جسکی دھن وہ ہی کیا
مین برق وہ نے۔ ثبات نی کیا

آندھی ہون جو چاہون گرد کردون
گرمی ہے غضب کی سرد کردون

کیا خاک کا خاک مین ملانا
نقش کف پا کا کیا بنانا

آنکھین مجھ سے ملا ادھر دیکھ
پچھتائیگا ہان حیا ادھر دیکھ

ہونٹھون کو تو کھول ہی کہان تو | کیا منہ مین بھری ہے گھنگھنیان تو
غصے سے وہ لال غم سے یہ زرد | گرم اوسکا مزاج اسکا دل سرد
مر صورت بار غم اوٹھایا | جو دل مین تھا جوش منہ پہ لایا
بولا وہ کہ مجھ سے کد عبث ہے | کاوش ہے عبث حسد عبث ہے
دل بخت نہین ہی جو پلٹ جائے | رشتہ نہین آرزو کہ کٹ جائے
اُمید قسم نہین کہ ٹوٹے | خواہش وضو نہین کہ چھوٹے
بدلون کیا رنگ رو نہین ہون | قسمت نہین تیری خو نہین ہون
یان پائے بشر بڑھا ادب سے | وان آگ ہوئی پری غضب سے
جینا کیا اوس نے مشکل اسکا | مہندی کی طرح جلا دل اسکا
سر پر جو وہ آئی شامت آئی | آفت آئی قیامت آئی
دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے | آنکھین دکھلائی دانت پیسے
اک دیو تھا سنگدل بلا کا | جامہ پہنے ہوئے قضا کا
رنگت سے ہو منفعل شب غم | قسمت کی سیاہی اوس سے کچھ کم
ہر دم شکنون سے چہرۂ بد | لیتا ہوا لہرین بحر اسود
بولی اوس سے کہ یہ ستمگر | ہے میری رگ جگر کو نشتر
پلکین اسکے خدا بچائے | نیزے یہ زہر کے بجھائے
آنکھین وہ بلا پھرے بلا گرد | فتنے ان پتلیون کے شاگرد
ہین ہونٹھ بھی صاحب کرامات | قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات
ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا | پتلا ہے یہ آدمی بلا کا

تو قید سے اسکی آبرو لے ۔ جسمین یہ عزیز جاہ بھولے
زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال ۔ چوٹی مین کسا ہو جسطرح بال
تن گھٹکے جو بال ہو تو جالون ۔ یہ ماہ ہلال ہو تو جالون
وہ دیو چلا تفنگ کی طرح ۔ دوڑا شیشے پہ زنگ کیطرح
دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے ۔ سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے
اک دشت نظر پڑا جنون خیز ۔ مثل دل قیس وحشت انگیز
بالو وہ کہ پہاڑ سرد ہو جاے ۔ ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جاے
دھوپ ایسی گرمی نہ دہر مین ہو ۔ اوس سے تپ لازمی زمین کو
سرو اوس سے ہو گرمی جوانی ۔ تلوار کی آنچ جیسے پانی
وسعت سے خیال کو ندامت ۔ چھوٹا کہین دامن قیامت
وان موج ہوا تھی تیغ آہن ۔ وان نقش قدم تھا چشم دشمن
وان شاخ شجر تھی مار خونخوار ۔ وان برگ تھا شاخ مین سر مار
اوس دشت مین ایک قیدخانہ ۔ تھا مرغ جنون کا آشیانہ
وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر ۔ چشم آہو تھا حلقۂ در
ظلمت سے شب فراق ڈر جاے ۔ عاشق کی نظر سے زلف اوتر جاے
تنگی سے دل بخیل ہو تنگ ۔ فق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ
گنتا وہان کون آدمی کو ۔ سائے سے جنون ہو پری کو
بیکس نے وہ قید خانہ پایا ۔ برج عقرب مین چاند آیا
تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب ۔ یوسف تھا میان چشم یعقوب

یون چپ تھا کہ چور تھا وہ گویا
زندہ در گور تھا وہ گویا

کھانے کو جو پوچھیے تو غم تھا
آنے جانے کو پاس دم تھا

بند آنکھ جو ورنے کی نہ کھولی
زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی

وہ محبس گرم اور وہ بیتاب
آتشکدے مین تھی جاے سیماب

ماہ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادہ جور ہے زمانا
ساقی کوئی جام بادہ لانا

دل کشمکش بلا سے چھوٹے
قفل در توبہ آج ٹوٹے

شہزادہ اسیر دام صیاد
لشکر دشت جنون مین برباد

بیچینی سے سب وہین پہ لوٹے
آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے

چھوٹا تھا جو نور چشم کا ساتھ
پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ

بولے بچھڑا حبیب افسوس
افسوس ہے اے نصیب افسوس

دانتون مین نہین زبان ابتو
اعضا مین نہین ہے جان ابتو

خود ہم کو وہ چھوڑتا بھلا کب
بو باغ سے نکلے یہ ہوا کب

دریا سے گہر نہ آپ نکلے
پتھر سے شرر نہ آپ نکلے

اے حضرت بخت کیا یہ شوخی
پایان قدم آپکا کدھر ہے

دل تو جام جہان نما تھا
لوٹا ہے نہین تو کام کا تھا

غفلت مین یہ داغ دے گیا چور
کاجل آنکھون سے لے گیا چور

تھا گشت مین شب کو او قمر تو — اندھیر ہوا رہا کدھر تو

آنکھین کھولے ہوے تھے تارے — دیکھا تو کہے نہ کیون اشارے

یہ سچ ہے ہوا نہین تھی شبکو — تھی چاندنی یا نہین تھی شبکو

اندھی ہوئی ہاے شمع روشن — سوجھا اسے آنکھ سے نہ دشمن

مانا پردے گرے پڑے تھے — خیمے کے ستون تو سب کھڑے تھے

پردہ نہ کھلا کہ ہے یہ کیا بھید — کس ابر مین ہے نہان وہ خورشید

اختر کہ فراق سے تھا غمناک — آنسو کیطرح گرا سر خاک

غفلت ہوئی پردۂ رخ ہوش — قسمت ہوئی اوج سے ہم آغوش

طالع نے عروج ماہ پایا — افلاس مین گنج جاہ پایا

سوتے مین نصیب اوسکے جاگے — دیکھا کہ خضر کھڑے ہین آگے

چونکا تو نگاہ مین تھی صورت — پیش آئی تلاش کی ضرورت

نالا سا چلا اثر کا جویا — پتلی سا پھرا نظر کا جویا

اوس دشت مین ایک باغ پایا — مانند نسیم اندر آیا

اشجار ادھر اودھر کھڑے تھے — زہاد نماز پر کھڑے تھے

بلبل کی صدا کا پاک انداز — تکبیر کی آرہی تھی آواز

خوشے مین نہ تھے چمن کے انگور — سبحہ نکلا تھا بن کے انگور

دیکھا درویش اک کہن سال — انسان صورت فرشتہ تمثال

باتین بھرے کرم کی لہرین — آنکھین آب وفا کی نہرین

پیشانی صاف صبح مومن — روے شفاف عید کا دن

یون لوٹ جہان سی قلب تھا پاک | جسطرح ہو خانۂ خدا پاک

چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی | اک نور کی نہر موجزن تھی

قدمون پہ گرا بہ رنگ سایہ | بولا یا شاہ عرش پایہ

اُفتادہ سے آپڑی ہے سختی | روشن ہے ہماری تیرہ بختی

کس منہ سے کہے غلام حضرت | تسبیح ہے بے امام حضرت

لشکر بر بادشاہ گم ہے | گردش مین نجوم ماہ گم ہی

ہم کیا سوئے نصیب سویا | پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا

داغ اور لہو سے دل ہی لالا | یا ہے لوٹتا ہوا پیالا

سرمایہ عیش تھا کبھی سر | اب دوش پہ بار ہے وہی سر

قسمت نے اجل کے گھاٹ اوتارا | بحر غم کا نہین کنارا

بولا وہ خدا خدا کرو جی | اپنے مولا پہ من دھرو جی

پردہ کبتک حجاب کبتک | ڈوبا رہے آفتاب کبتک

کی پڑھکے ادہر اُدہر جو چھوچھیا | دیوون کی طلب تھی آدی پوچھا

شب کو ڈالا ہے کس نے ڈاکا | ماہ عالم کو کس نے تاکا

شاید رہزن کوئی پری ہو | الفت کی ہوا مین لے اوڑی ہو

بولے وہ کہ بے خبر ہین ہم سب | بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب

ہالہ ہوئی کون اوس قمر کا | ہے اب وہ چراغ کسکے گھر کا

یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کیطرح | تیزی سے چلے خدنگ کیطرح

زناٹے سے جارہے تھے رہگیر | جسطرح کڑی کمان کے تیر

شہر ویمین اوڑتے جبر کیصورت
پردون مین وہ پہونچی مثل فریاد
تا کا باغون کا بوٹا بوٹا
پھرنے کو زمین پہ باد پاسے
چکر کہاتے تھے چاک کیطرح
کانو مین پڑی بشر کی آواز
یان نقش زمین تھے نقش افسون
نالے دل کے شجر یہان کے
دم لے کے سنا کہ کوئی مضطر
بجلی سی گری برابر اوسکے
آواز پہ جاتے جاتے پہونچے
آیا نظر ایک قید خانہ
تنگی وہ کہ چشم مور سے کہیے
رستا نہ ملے ہوا کو اوسمین
گھر گھر کبھی رات ہی کبھی دن
دیکھی وہان ایک شکل زیبا
تھا وہ یوسف میان زندان
دیکھا کہ ہے دیو حاجب نور
کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی

دیکھا بھالا نظر کی صورت
گلیون مین پھرے یہ صورت باد
پتا کہین نام کو نہ چھوٹا
پلٹین آیا پہاڑ تو ہوا سے
اوڑتے پھرتے تھے خاک کیطرح
سُن ہو گیے وہ کہ ہی یہ کیا راز
یان دشت کے خار تشنہ خون
چھالے دل کے ثمر یہان کے
سرگرم ہے آہ آتشین پر
جلتے جلتے نہچے پہ اوسکے
شعلون سے ہوا ہجا تی پہونچے
یا طائر غم کا آشیانہ
ظلمت ایسی کہ گور کہیے
ہو خوف بلا بلا کو اوسمین
وان رات سے دن نہو کسی دن
حیرت زدہ مثل نقش دیبا
یا تھا ظلمت مین آب حیوان
قلقل ہے نگاہبان کا نور
من سا تپے جبین یہ ٹھانی

سید ہے مثل قیاس پہونچے | ستیارے قمر کے پاس پہونچے
دیکھا حالت نہین ہی تن مین | گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین
گیسو فصل خزان کا سنبل | چہرہ جیسے چراغ کا گل
پوچھا کہ کڑی یہ کیون اوٹھائی | کس ہننگ کی چوٹ تم نی کھائی
شمع ویرانہ کیون بنے تم | جنگل کا خزانہ کیون بنے تم
جھجکا تھرّایا مارے ڈر کے | خالی کیا دل کو آہ بھر کے
بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم | رہزن نہین خضر راہ ہین ہم
مرہم ہین نمک نہ ہمکو جانو | پوچھین تو کہو کہین تو مانو
بولا اب خار دشت غم ہون | لیکن گل گلشن عجم ہون
گل ہون گو رنگ و بو نہین ہی | در ہون گو آبرو نہین ہے
الفت مین ہوا تھا خانہ برباد | غفلت مین ہوا ہین صید صیاد
سایہ ڈالا پری نے مجھپر | قبضہ کیا مشتری نے مجھپر
لشکر سے اوٹھا کے لے اوڑی دور | آنکھون سے نکال لائی وہ نور
آزادی کو مشتری نے کھویا | ہون اوسکا مین زر خریدہ گویا
خواہش یہ ہوئی جو گرم اک روز | حاصل نہ ہوا کچھ اسکو جز سوز
اوس گل نے سمجھ کے مجھکو باغی | لالے کی روش کیا ہے داغی
خار اپنے جگر کا یون نکالا | کانٹے کی مثال دور ڈالا
ساتھی نہین کوئی داغ تو ہی | تکلیف سہی چراغ تو ہی
ہنسنے لگے کھلکھلا کے جو یا | غنچون سے ہوئے وہ پھول گویا

پوچھو وہم اوسے اس ہنسی پہ آیا
پوچھا یا چھا سُنا سنایا

بولے وہ اُٹھو اوٹھا وہ مضطر
بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر

دیکھا تو ہے قیدی سلاسل
زلفون مین پھنسا ہے صورت دل

کی پانون سے آسکے دو زنجیر
توڑا وہ طلسم پیچ تقدیر

آرام سے جی کے ساتھ لائے
قرآن سا ہاتھون ہاتھ لائے

درویش نے گود مین بٹھایا
نقطہ تھا وہ دائرے مین آیا

پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا
کون ایسی ہے دُھن کہ دیس چھوٹا

کی عرض کہ چھیڑیے نہ یہ راگ
دیپک ہے جو گاؤن تو لگے آگ

سنگت والے الگ ہوی ہین
اب صورت نے فغان ہون مین

کم بخت ہون بے نصیب ہون مین
بیکس ہون مین غریب ہون مین

کھولی آخر پری کی چوری
بے پردہ سنائی سینہ زوری

میوے دیے کھانے کو کہا کھاؤ
چپکے کہا جانے کو کہا جاؤ

بیٹھا تھا مثال گرد اوٹھا وہ
پہلو سے بہ شکل درد اوٹھا وہ

خیمہ تھا جدھر اودھر کی لی راہ
گردون کیطرح روان ہوا آہ

اختر نے کہا کہو کہان تھے
بولا وہ پری کے میہمان تھے

یہ سنکے ہنسا وہ کہکے رویا
برق و باران تھے ساتھ گویا

پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ جانی
تھی زہر سے تلخ زندگانی

زندان مین کہ زندہ گور مین تھا
پتلی تھا کہ چشم مور مین تھا

سقف اور زمین سے تھا بلا مین
دانا سا دبا تھا آسیا مین

زنجیر کی وہ کڑی اوٹھالی — کاکل بھولا نہ یاد آئی
ہر دم ظلمت کا سامنا تھا — اپنی قسمت کا سامنا تھا
تو دیکھ تو زار کسقدر ہون — گویا معشوق کی کمر ہون
چلنا مجھے ضعف سے ہی دشوار — کم بیش ضعیف سے ہی رفتار
وہ عشق وہ گفتگو پری کی — وہ جوش وہ آرزو پری کی
وہ وصل پہ اوس پری کا اصرار — اصرار پری پہ اپنا انکار
انکار سے قید مین وہ جانا — دیوونکا وہ قید سے چھوڑانا
افتاد بڑا بہت کڑی تھی — یکسر کہی سر پہ جو پڑی تھی
تھے چشم براہ اہل لشکر — ہر آنکھہ کھلی تھی صورت در
آئے جو نظر یہ اختر وماہ — پھولے نہ سمائے سب ہواخواہ
آیا لشکر مین شان بن کر — مردہ اعضا مین جان بن کر
غنچے مین برنگ گل کھلا وہ — ہر ایک سے مثل دل ملا وہ
یون چوم رہے تھے سب قدم کو — جسطرح سے برہمن صنم کو
آرام طلب تھا خستگی سے — سب کو رخصت کیا خوشی سے
جاگا ہوا مدتون کا سویا — تھا بخت وہ مشتری کا گویا

رہائی کی خبر پا کے مشتری کا گھبرانا - مان کا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

جمنے پہ جنون کا رنگ ہے آج — ساقی مری عقل دنگ ہے آج

وحشت جو کہین زیادہ ہوجاے
زنجیر یہ موج بادہ ہوجاے

زندان کا جو دیو پاسبان تھا
جینا اوسے قید سے گران تھا

بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت
پران ہوا رنگ رو کی صورت

دیوانہ پری کے پاس آیا
تن صورت بید تھرتھرایا

پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم
تھا پیٹ پہ دھونکنی کا عالم

بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر
بولی کہ یہ کیون کہا مقدر

زندان مین جان اب نہین ہی
قالب تو ہے جان اب نہین ہی

دیوون کا وہ جستجو مین آنا
قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا

قسمت کی بدی نصیب کا پھیر
روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر

لائی وہ خیال نامرادی
اور آتش عشق کو ہوا دی

تلوار تھی مانگ سر کی سرکو
کانٹا تھی نگاہ چشم تر کو

زلف کافر عذاب مین تھی
الجھن مین تھی پیچ و تاب مین

حیرت مین تھین ہتیلیان غضب سے
لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے

غصہ کیا ہوگا اس سے بڑھکر
جامے سے بدن ہوا تھا باہر

چھایا ہوا صحن باغ مین غم
جس پیڑ کو دیکھو نخل ماتم

بلبل کی صدا تھی صورت تیر
چلتی تھی ہوا برنگ شمشیر

گل صورت داغ رو برو تھے
چھالے دل کے حباب جو تھے

حسرت کی روش سے راہ نکلی
غنچے چٹکے تو آہ نکلی

نرگس نہ تھی دیدۂ حسد تھا
سایہ سر پر بلاے بد تھا

کہتی تھی نگاہ سبزہ کیا ہے
کانٹے کوئی بچھا گیا ہے

چکر مین تھی اسطرح وہ بیکس
پڑ جاے بھنور مین جسطرح خس

کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور
ہے سخت زمین آسمان دور

مین آئی کہان مین - چاند چھوٹا
اون دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا

ناچ اونکو نچاؤن تو پری ہون
دنیا سے اوڑ اون تو پری ہون

آئے جو نظر جنون کے انداز
سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز

اوجھن کو بڑھا ہا نہ مثل کاکل
پڑ جاے نہ کوئی پیچ اوسکل

اُمید پری بشر سے ہے خام
پائی نہ کرے بشر اپسرا کا کام

چاہے نہ ہما کسی کی صحبت
آتش سے نبھے نہ خس کی نسبت

خورشید کو ذرہ کیا ضیا دے
مہتاب کو شمع نور کیا دے

بدنام جہان مین جو تو ہو
مانند نگین سیاہ رو ہو

غنچہ دہنون پہ بار ہو جاے
کھٹکے آنکھون مین خار ہو جائے

حالت جو خراب ہو تو کیا ہے
موتی بے آب ہو تو کیا ہے

جو چاہے بنے وہ دم کا ساتھی
لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

رہتا ہے خزان مین نخل بے برگ
پھر جاتی ہین پتلیان دم مرگ

مانند چراغ اب نہ جل تو
جوبن سے نہ مثل شمع ڈھل تو

ہے پھول کی قدر رنگ و بو تک
موتی پیارا ہے آبرو تک

وہ صبا جو لگے تو ناک کٹ جاے
داغی جو ہو پھل تو لطف گھٹ جائے

بولی مجھے چاہ ہو یا نہ چاہ ہو
داغون پہ نہ داغ دو ہوا ہو

سودا اپنے لیا تو تم کون
مال اپنا تھا دل دیا تو تم کون

مین بن چکی بس بگاڑ نا حق
ناساز ہے چھیڑ چھاڑ نا حق

کیون بکتی ہو کچھ سنو گی کیا تم
مین چاہ مین باؤلی ہون یا تم

پتا سی زبان اور کڑے بول
چھوٹا سا تو منہ بڑے بڑے بول

بالا رہی بات اب ٹلو بس
کھڑ تو نچ اوٹھا چلو چلو بس

مین جان سے جاتی ہون یہان تو
تم کوئی نہ میرے ساتھ جانا

دیوانی تھی سمجھی کیا کڑی وہ
بالون کیطرح اولجھ پڑی وہ

لیٹی تو گری غمارے کر
چونکی تو اوٹھی غبار لیکر

تڑپی تو چمک گئی کسی سمت
نکلی تو بہک گئی کسی سمت

خط کا سودا لکھا ہوا تھا
تنکے چننا اوسے بدا تھا

سمجھانے جو آئین سمجھین مطلب
سن ہو گئین سنسنا گئین سب

تنگ آیا جو پایا اوسکو بیرنگ
گھبرا کے اوڑین وہ صورت رنگ

مانند ہوا چلین وہان سے
جاکر ملین مشتری کی مان سے

غنچہ دہنون کے رنج تھے بیرنگ
پوچھا اوسنے کہ کیون ہو دلتنگ

اس عیش مین یہ ملال کیسا
یہ طیش ہے کیون جلال کیسا

بولین یہ کہ عیش اب کہان ہے
آرام نصیب دشمنان ہے

دم ناک مین ہے کہین نکلجائے
عزت گئی ناک کٹ گئی ہائے

انسان کی چاہ ہے پری کو
یوسف ہے عزیز مشتری کو

شب کے لانے کی گھات کہدی
منہ پر پروسے کی بات کہدی

یہ سنکے چلی وہ جانب باغ — ماتھے پہ شکن کلیجے مین داغ

تلوون سے لگی تھی جلتی آئی — انگارے وہان اوگلتی آئی

دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا — پہلے تو پری تھی اب ہے سایا

وہ پیچ نہ زلف مین نہ وہ خم — وہ جان نہ جسم مین نہ وہ دم

مارے تپ غم کے لب ہوئے خشک — تر تھے عناب اب ہوئے خشک

گالون پہ جو چھائی ہے اوداسی — دو پھول تو ہین مگر ہین باسی

حیرت زدہ سے نظر ملا کر — کہنے لگی آئینہ دکھا کر

تو اور ہے یا وہی پری ہے — کس منہ سے کہون کہ مشتری ہے

چپ ہے گویا ہے بید ہین تو — وہی جان خدا نے بت نہ بن تو

کیون عشق بشر مین کھاتی ہی داغ — گل شمع کا کب ہے قابل داغ

تو مہر وہ ذرہ لاگ کیسی — تو تہہ کو پڑی یہ آگ کیسی

ہین یہ ترے کھیل کود کے دن — آتے نہین ہاتھ پھر گئے دن

مٹی نہ کر آبرو کو جانی — اندھا ہے کنوان جو ہو نہ پانی

کیون چاہ مین گر کے رو رہی ہے — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

گھر بار بھی بھولی مشتری تو — کیا باغ کے ہاتھ بک گئی تو

بے فصل اس باغ مین ہی کیا کام — شاخین نکلین گی ہوگی بدنام

شرمائی وہ سنکے پند مادر — ڈالی اشکون سے منہ پہ چادر

کہنے لگی بات کیا ہے دم لو — مین کچھ نہین جانتی قسم لو

آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا — دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا

اس باغ مین کوئی گُل جو کھلتا — پی جی کو پتا ضرور ملتا
نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی — سوسن کی زبان چپ نہ رہتی
بو پائی ہو کچھ تو کیتکی بول — گلبرگ اپنی زبان تو کھول
کیا آپ سے کان سنی نہ کہتی — آخر یہ دوا ہے کس مرض کی
کچھ کہیے تو ہے یہ کیا شگوفہ — کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ
بولی گھر چل کہا کہ کیا عذر — سایہ تھی کہ ساتھ تھی بلا عذر
رنگت کی روش اوڑی ہوائی — دولت کی مثال گھر مین آئی
پوشیدہ خیال یار منظور — ہو رشتۂ شمع جیسے مستور
آخر مثل قمری گھٹی وہ — کاکل کے فراق مین لٹی وہ
سوچی کہ سکوت اب کہانتک — حرف آئے نہ لے کے زبان تک
پیاسا چلی پھر کے چاہ ڈھونڈھی — بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھی
جوبن میرا شباب تک ہی — یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہی
جاتی رہی یہ بہار تو کیا — لے فصل ملا نگار تو کیا
مانند دہن جو دل ہوا تنگ — کُھل کھیلی وہ شوخ ہو کے بیڈھنگ
نظرون سے نہان نظر کیصورت — گھر سے نکلی خبر کیصورت
کب صرف دل و جگر تھے کمزور — اسنے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور
ہاتھون مین ذرا سکت نہین تھی — پاؤن مین چلت پھرت نہین تھی
قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے — بل کھا کے کہا کمر نے رکیے
مان نے جو سُنا تو مثل صرصر — دوڑی ہی پئے جستجوئے دختر

دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے — سورج میرا غبار مین ہے
گرمی اوسے غصے کی جتائی — رستے کا چراغ گھر مین لائی
وحشت زدہ کو پنہائی بیڑی — منت پوری ہوئی جنون کی
پریان گھیرے ہوئے نگہبان — گرد آنکھ کے جیسے موی مژگان

بحر طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل بحر غم مین ساقی — بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی
ابتو چلے پار کشتی مے — بیڑا کرے پار کشتی مے
وہ ریگ روانِ وادی غم — وہ رہبر شوق ماہِ عالم
چھوٹا جو گہن سے صورت ماہ — شب ہو گئی پردۂ رخ راہ
آتا نہ تھا شب کو یون اُسے چین — دل زلف مین جسطرح ہو بیچین
بستر پہ وہ اضطراب کی شکل — تھی آب پہ موج آب کی شکل
ڈر تھا کہ کوئی بلا نہ آجائے — یہ دیو سیاہ شب نہ کھا جاے
تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا — تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا
اتنے مین نسیم صبح آئی — چھوٹی رخ ماہ پر ہوائی
جب مہر سرِ سپہر نکلا — گردون سے وہ مثل مہر نکلا
چلنے کو تھا مثل موج بیتاب — آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
ڈوبا خورشید نکلے تارے — پہونچا اک بحر کے کنارے

پانی کہتا تھا اب ڈبویا — تھا قول حباب دم مین کھویا

وہ جوش کہ فکر تھک کے رہ جائے — چشم عاشق جھپک کے رہ جائے

ظاہر کردے بھنور کی گردش — قسمت کی فلک کی سر کی گردش

چلتے چلتے جو لہر لڑ جائے — تلوار کی آبرو بگڑ جائے

سورج جو ہوا نظر سے مستور — ظلمت ہوئی زلف چہرۂ زر

ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد — جیسے حسرت سے لب پہ فریاد

جاری رہے اشک نہر کیطرح — بے چین رہا وہ لہر کی طرح

جب غرق ہوا سفینۂ ماہ — طوفان کیطرح اوٹھا وہ ذیجاہ

کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا — چکر مین بھنور کیطرح آیا

تھا وہ بحر طلسم و نیرنگ — ہو سنگ سے آب آب سے سنگ

کف دیکھ کے بحر کے لبون پر — سمجھا غضب آگیا مقرر

دریا ہوا جاری روتے روتے — دیدے ہوے بحر غم کے سوتے

مجبور پڑا بلا سے پالا — گھوڑا دریا مین اوسنے ڈالا

دھارا ہوا خنجر اوسکے دم کو — موجین ہوئین بیڑیان قدم کو

کف صید پہ جال لیکے آیا — گرداب نے طوق آ کے پہنایا

چشمون نے نہ کی نظر کہ ہو کیا — سوتون نے نہ لی خبر کہ ہے کیا

قسمت نے بشر سے بت بنایا — اللہ اوس وقت یاد آیا

غوطے مین وہ آگیا کہ کیا ہی — پانی پھر یہ کیا بلا ہے

تن غرق بصورت گہر تھا — ظاہر غسل حباب سر تھا

مجبور نصیب نے کیا حیف | پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف
کس منہ سے دم تھا نکالتا کون | پانی کا پہاڑ ٹالتا کون
حیرت زدہ بسکہ صورتین تھین | گویا پتھر کی مورتین تھین
سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا | جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
اک صبح کہ جلوۂ خدا تھی | یا جبہۂ صاف پارسا تھی
یا نور رخ حبیب کے سے | یا خندۂ خوش نصیب کے سے
شہزادے کو پاکے سخت دلتنگ | پانی پانی ہوا دل سنگ
پتھر سے ہوا جو موم پانی | مجبور ہین آ گئی روانی
طے منزل آب کرکے نکلا | جوبن کی طرح ابھر کے نکلا
سوچا کہ مقیم کیون یہان ہو | پانی کی روش چلو روان ہو
ہمت نہ گھٹا کے بحر بڑھکر | آ جاے نہ فوج موج چڑھکر
اہل لشکر تھے بے خور و خواب | رک رک گئے مثل تیغ بے آب
دم لینے کو تھم گئے وہین پر | سبزے کی روش بچھے زمین پر
گھبرے ہوے تھی تھکن جو سبکو | سستائے برنگ مہر شبکو

ہرنون کے پیچھے ماہ عالم کا جانا - ایک باغ کی ہوا کھانا -
پری کی لگاوٹ - شہزادے کی رخصت پر ہٹ - جادو سے
طوطا بناکر شاہزادے کو قفس مین ڈال دینا - دوسری

پری کا قید سے نکال دینا - قید کرنیوالی کی بیچینی اور جستجو غضب کے ساتھ یاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر — پھر ٹوٹ گیا ہے شیشہ صبر

پھر کھول در شراب خانہ — پھر کشتی بادہ کر روانہ

جب لیلی شب نے منہ چھپایا — خورشید بشکل قیس آیا

سوتے ہوئے مثل بخت جاگے — ہمت بولی کہ بڑھیے آگے

دل بڑھنے کی دھن مین کم نہین تھا — دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا

تیزی مین نظر کچھ ادب سے مغرور — سب سے آگے تھی چشم بددور

القصہ بڑھا وہ غیرت ماہ — ساتھی مثل نجوم ہمراہ

جس دم گل مہر ہو گیا زرد — اک دشت مین آیا وہ جہانگرد

اوس دشت بلا مین موج صرصر — تھی طائر ہوش کے لیے پر

گرد اوسکی غبار طبع ناشاد — بیلون سے زمین پہ دام صیاد

دوزخ کا شرر وہان کا ہر پھول — ہر نخل جواب قامت غول

چشمہ پانی کا چشم بدبخت — پتھر دل سنگدل سے بھی سخت

آنے کا نٹے کو دیکھکر یاد — موئے مژگان چشم جلاد

تھا گرم سفر وہ صورت لو — دیکھے اتنے مین چند آہو

مائل تھے وہ سوئے سبزہ دشت — جسطرح نگاہ وقت گلگشت

یہ اونپہ چلا خدنگ کیطرح — وحشت سے اوڑے وہ رنگ کیطرح

کچھ خاک نہ جز غبار پایا — صدمہ عوض شکار پایا

لشکر چھوٹا انیس چھوٹے — ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے

بس ہمنفس ایک اوسکا دم تھا — سایہ کم و بیش ہمقدم تھا

جنگل مین مثال ریگ ماہی — وہ خاک بسر ہوا جو راہی

تقدیر نے تازہ گل کھلایا — اک باغ مین جاتے جاتے آیا

وہ باغ کہ جنت اوسکی کیاری — آب جاری کہ فیض جاری

سنبل اولجھے تو زلف کہلائے — سیدھی پٹڑی سے مانگ ہو جائے

برگ گل تر جو لب ہلاوے — بیجان ہزار کو جلاوے

بوٹے قد گلرخان رعنا — نرگس چشم جوان رعنا

سبزے پہ فدا خضر کا دل ہو — وہ نوک پلک کہ خط خجل ہو

گل گال کا رنگ زرد کر دے — انگارے کو لالہ سرد کر دے

بوئے یوسف شمیم گلشن — زاہد کا نفس نسیم گلشن

چشمہ پرتو کسی جبین کا — نیلا گھونگھٹ کسی حسین کا

شاخین جو ہوا سے ہل رہی تھین — مستانہ ادا سے ہل رہی تھین

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا — تھے انگلیون کے اشارے پیدا

سوسن بولی کہ آئے آئے — گل مارے خوشی کے کھلکھلائے

پھل کرتے تھے سر جھکا کے تسلیم — اوٹھتے تھے حباب بہر تعظیم

شمشاد تھا سرو قد ادب سے — گرداب تھا رقص مین طرب سے

کلیون نے بلائیں لین چٹک کر — فوارون نے دُر کیے نچھاور

گلگشت مین اک پری وہان تھی — گلشن مین بہ تنگ جو روان تھی

آنکھون مین کبھی تھی باغ کی دوب — چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب

چکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے — نیرنگ نیا فسون نیا ہے

یان دار ہے ہر شجر بشر کو — یان بار ہے ہر ثمر جگر کو

پتا پتا ہے داغ سینہ — کانٹا کانٹا نگاہ کینہ

مشکل ہے خیال کی رسائی — قسمت اسے کس روش سے لائی

پوچھا جو مزاج کو کہا خیر — پوچھا سبب آنے کا کہا سیر

بو فتنے کی آئی اوس چمن سے — ہوش اوڑ گئے مثل مرغ سن سے

کانپا سہا ہٹا وہ دلگیر — چاہا کہ پھرے بہ رنگ تقدیر

بولی وہ کہ رام کر کے رم کیون — تم رک گئے صورت قدم کیون

آنکھین جو پری کی لڑ گئی تھین — پیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھین

زلفین جو بڑھین کہ مشکین کسلین — جھجھکا وہ کہ ناگنین نہ ڈس لین

برگشتہ جو مثل بخت پایا — قدمون پہ گری وہ جیسے سایا

بولا یہ جھجھک کے کیون یہ کیا ہے — بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

بولا کس نے یہ کی ہے چوری — بولی چوری کہ سینہ زوری

تم نے ہان ہان تمھین ذوالله — دیکھا دیکھی مکرتے ہو واہ

زلفین دیکھون ادھر تو آؤ — دل پاس نہین قسم تو کھاؤ

ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو — لپٹی وہ گلے سے شکل گیسو

روٹھا تو لگاوٹون پہ لائی — بگڑا تو بناوٹون پہ آئی

سنتا تو وہ پہیلی جسطرح بیل | اوکھڑا تو جدائی جڑ کہ ہو میل
پھنسکر جو ہوئی رہائی مشکل | ٹوٹا امید کی طرح دل
دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ | سیارہ تھا قطب ہو گیا وہ
پھولا گل آفتاب جسدم | نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم
سودا فردوس کا تھا سر مین | دوزخ مین تھا پری کے گھر مین
رخصت کا ہوا جو اوس سے طالب | بولی تو جان مین ہون قالب
مین جان سے جاؤن تو اگر جائے | سر جائے تو ہان یہ درد سر جائے
دل رنج نہین سر نہین پھرے کیون | کچھ تیری نظر نہین پھرے کیون
تو خاک الفت کا حال سمجھا | سمجھے دغا کے کیا جال سمجھا
لو جسکی ہو عمر بھر نہ چھوٹے | مٹھی سے کلی کی زر نہ چھوٹے
ہٹ اسکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ | جی اتنا جلا کہ ہو گئی آگ
سحر افسون مین دیکھے غوطا | انسان کو کیا پری نے طوطا
تھا پہلے حسین آدمی زاد | طوطا جو بنا بنا پری زاد
منقار سے لعل خون کھاتا | فیروزہ پرون سے داغ پاتا
رنگین سخنی سے پھول جھڑتے | غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے
آنکھون سے لہو کا رنگ روشن | سرمایہ جنون کا طوق گردن
کچھ بازوؤن پر جولان پر تھے | وحشت کے وہ داغ ادھر اودھر تھے
لائی قسمت فسون کے بس مین | فیروزہ تھا خاتم قفس مین
کھانا پینا دیا تو پایا | پانی دانہ ملا تو کھایا

تن طایر روح کو قفس تھا | کانٹا یا جسم مین نفس تھا
منقار کو کھول کر دکھاتا | انگارے سے لگے لوٹنے کا نقشا
اپنی بپتی جو سوچتا وہ | اپنے پر آپ نوچتا وہ
اوس مصر مین اور اک پری تھی | یوسف کی رہائی چاہتی تھی
ہر چند پری تھی نرم تھا دل | تھا آگ کا جسم موم کا دل
موقع کی جو ایک رات پائی | اوسنے مطلب کی گھات پائی
توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا | آزاد ہوا اسیر چھوٹا
لوٹے سے بنا جو سرو آزاد | لشکر کو چلا وہ خانہ برباد
چھوٹے ہوے قافلے مین آیا | چھوٹی آنکھون سے نور پایا
گردون نے بلاے شب جو ٹالی | چونکی طوطا پڑھانے والی
طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور | سمجھی وہ کہ لے اوڑا کوئی چور
طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا | دل بھی دست ہوس بھی ٹوٹا
کالی آنکھین لہو نے کین لال | انگارے ہوے وہ پھول سے گال
چہرہ کندن سا تمتمایا | الماس سے لعل کو دبایا
طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ | جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ
اوسرو چمن ادھر تو آ تو | طوطا مرا کیا ہوا بتا تو
او سوسن باغ تو بیان کر | او چاندنی راز تو عیان کر
بتلا تو شمیم تو کہان تھی | سچ کہدے نسیم تو کہان تھی
برگ گل لالہ تو ہی لب کھول | کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی ہے بتا ہی
اندھے ہوے آئینے الٰہی

روزن تو نے نہ دیدہ کھولا
چھوٹے منہ سے یہ ڈر نہ بولا

کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب
کس خوف سے دب گئے ستون سب

توڑے گلدستے داغ کھا کر
باندھا پروون کو کچکچا کر

شاخون پہ اوٹھائی بھونکی تلوار
نرگس کو دکھائی چشم خونخوار

سنبل کو کیا اسیر زنجیر
بو کو کیا چار سمت تشہیر

پھینکا کانٹون کو اک کنارے
مہندی کو ملا جلن کے مارے

پیچھے پڑی اسقدر پھلون کے
پک پک گئے بس جگر پھلون کے

باد سحری نے دم بھرا سرد
چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد

روتی پھرتی تھی جو سے گلشن
جاتی ہے اب آبروے گلشن

ٹٹی کی آڑ مین حنا تھی
بو کے سے لیے منتشر ہوا تھی

رقت سے تھی چشم حوض پرنم
غیرت سے تھی آب آب شبنم

چپ مرغ تھے خوف سے غضب کے
طوطے سے اوڑے ہوئے تھے سب کے

حیرت تھی عیان شجر شجر سے
تھرائی تھی شاخ شاخ ڈر سے

بوٹے بوٹے نے داغ کھایا
پتے پتے کو لرزہ آیا

رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا
جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا

بگڑی صفت مزاج سب سے
کہنے لگی جوشش غضب سے

طوطا صیاد نے اوڑایا
چڑیان رہین چپ اوڑین خدایا

پھرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے
کانٹے رستے ہی مین پڑے تھے

سوسن کی زبان کیا تھی بے حس
کیا پھوٹ گئی تھی چشم نرگس

کیا باغ مین سو رہا تھا سویا
کلیان تا دان ہی تھین گویا

شاخون نے نہ برچھیان لگائین
پتون نے نہ تالیان بجائین

پھیلائے ہوے تھین جال بیلین
چلنے دیتین نہ چال بیلین

غنچون کو حجاب کی پڑی تھی
اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی

کام آیا نہ خاک دام سنبل
مٹجائے بلا سے نام سنبل

پکڑا کسی خار نے نہ دامان
زنجیر بنا نہ عشق پیچان

سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی
شاید اُسوقت دشت مین تھی

تاکا نہ عدو کو تو نے او تاک
آنکھون مین پڑی نہ اڑکے او خاک

تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا
کانٹا بھی تو پانون مین نہ کھٹکا

کس سوچ مین تھی یہ سر جھکائے
کچا کوئی ان پھلون کو کھائے

انگور رہین مے پرست کمبخت
یکسر پڑے ہونگے مست کمبخت

لب کھول کے حوض کیون نہ بولا
فوارے نے کیون دہن نہ کھولا

موجین دوڑین نہ ہو کے بیتاب
طوق گردن ہوا نہ گرداب

غافل رہے سب حباب جو تھے
کیا تھے نہ شریک آبرو کے

سایہ ہی نہ کاش پڑکے سوتا
بیلا ہی سگلے کا ہار ہوتا

قمری کو کو سے ٹوک دیتی
انگور کی ٹٹی روک لیتی

مہندی ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن
رنگت ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن

آگاہ مجھے یہ مور کرتے
سر پر چلاتے شور کرتے

آنے والی نسیم ہے بس
جانے والی شمیم ہے بس

ہے لوٹ سے پاک انکا دامن
پکڑے کوئی خاک انکا دامن

غنچون کو جو کچھ کہون تو چٹکین
کانٹون کا جو نام لون تو کھٹکین

پھولون کو جو ٹوکون منہ پھلائین
چڑیون سے جو بولون غل مچائین

پھر کون ہے جس پہ کچھ گمان ہو
مہندی کا جو چور ہو تو ہان ہو

کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلیگا
گلشن سے یہ پھل مجھے ملیگا

نارنج لگا کے رنج جھیلا
تقدیر سے کچھ پھلا نہ پھیلا

پاجی ہین یہ سب ثمر پپیتے سڑ جائین
بگڑی ہوئے بیر گرکے پڑ جائین

امنے بھی نہ اک ادا کیا حق
پالا پالک کو بیٹے ناحق

بیٹھے سے کھٹائی مین پڑی مین
کچھ کھا جاونگی ابھی مین

بوٹے ہین یہ دیکھنے کو چھوٹے
جتنے چھوٹے ہین اوتنے کھوٹے

لالہ گھرا ہے مین سمجھی
دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی

امید بہی بہی سے ہے خام
رکھیے آسیب سیب کا نام

گلشن پہ پڑے الہی پالا
لالے کا چمن مین منہ ہو کالا

ہنستے ہین یہ گل تباہ ہوجائین
یہ فالسے روسیاہ ہوجائین

ہو سرو کا پاؤن شل الہی
دنیا مین نہ پائے پھل الہی

پیڑ ٹوٹے اوجڑے او چمن تو
ہوجائے سفید یاسمن تو

منٹر منٹر کے ثمر گرین تو خوش ہون
کٹ کٹ کے شجر گرین تو خوش ہون

یارب سبزے پہ اوس پڑ جائے
پامال ہون خار بیل اوجڑ جائے

مٹ جائے حباب بے نشان ہو | یہ نہر چمن رواں دواں ہو
پیڑون کے سرون پہ برسین پتھر | جھاڑو پھر جائے اس روش پر
جھڑ کے کھائین انار گہرے | غنچے گونگے ہون پھول بہرے
ٹھنڈی ہون حوض تو جو گر جائے | پانی تری آبرو پہ پھر جائے
چوسون گی انار کا لہو آج | گیندے کو کرونگی زرد رو آج
کاٹون گی یہ پیڑ جسطرح ساگ | مہتابیون مین لگاؤنگی آگ
اور تخم بگاڑ دون کی تجھکو | بس کھود کے گاڑ دونگی تجھکو
انگور کی کھینچ لونگی کھال آج | سنبل کے نوچ لونگی بال آج
شبو تری ناک کاٹ لونگی | لیمو تجھے آج چاٹ لونگی
اشجار تنے کھڑے ہین بدذات | کھود دون انکی جڑین تو ہی بات
کچا چڑیون کو کھلاؤنگی مین | دنیا سے انھین اوڑاؤنگی مین
ناچین کتنا ہی بن کے طاؤس | ہین سبز قدم چمن کے طاؤس
ناچ اونکا نچاؤن جیتی کدہی | دون داغ پہ داغ تو سند ہی
کیا کیا نہ ستم کرونگی واللہ | مہندی کو قلم کرونگی واللہ
دور او شبنم کہین فنا ہو | آگے سے نسیم تو ہوا ہو
چھاتی پھٹ جائے تیری اوگل | اللہ کی مار تجھپہ سنبل
قمری کے گلے مین طوق ڈالو | کانٹے یہہ کھٹکتے ہین نکالو
فوارون کے لوٹ لو خزانے | ہوچون کے لگاؤ تازیانے
پیسون مہندی کو مین جو بس ہو | تلوون سے ملون جو دسترس ہو

نوکا لگے جھاڑ مین تو خوش ہون
پتے جلین بھاڑ مین تو خوش ہون

یہ پیڑ نہ ہون نہال یارب
سبزہ رہے پائمال یارب

اچھا پازیب کیون نہ بولی
کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی

کیا منہ مین بھرے ہوے تھے گھنگھرو
چپ سے تھے کہ مرے ہوے تھے گھنگھرو

منہ کھولے رہے مگر نہ بولے
جوتی سے کڑے اگر نہ بولے

آویزے ہلے نہ کس کے ڈر سے
کیون نکلے نہ یہ نگینے گھر سے

چھلون کا چلا نہ جوڑ افسوس
توڑے نے کیا نہ توڑ افسوس

بھولا لٹو داؤ او علی بند
اب سوچ بچاؤ او علی بند

ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی
چھالی پہ ہے چوٹ دُکھدہی کی

طائر چھپکے سے یون نکل جائے
پھر کون اسے سر چڑھا کے پھلیاے

یہ بھی نہ ہون دستگیر افسوس
دل کیون نہ ہو کنگنون سے مایوس

ایسے مین نہ آئین کام گوتجنین
منہ موڑ گئین تمام گوتجنین

مالا میرا جو یار ہوتا
دشمن کے گلے کا ہار ہوتا

بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی
چوڑی ہی لپک کے ہاتھ لیتی

سونے والے ہین یا تو بالے
یا ہین بالا بتانے والے

نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر
موتی ہین یتیم کیا کہون خیر

بس بولے وفا نہین کسی مین
کانٹا سی چبھی ہے کیل جی مین

بتی کا جمے نہ رنگ الٰہی
ہو اسکو نصیب روسیاہی

اشجار سے کھنچ کے تن گئی وہ
جالا مکڑی کا بن گئی وہ

بگڑی یو لوٹن سے داغ کھاکر | روٹھی بھولون سے منھ پھلاکر
ایسی کنگھی سے او بھی وہ گل | او بچھے شانے سے جیسے کاکل
ڈھونڈھتا آئی ادھر بھی اور ادھر بھی | طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
روئی چلائی غل مچایا | سر پر سارا چمن اوٹھایا
سناٹے مین تھے سب اہل گلشن | چپ تھی گونگے کی طرح سوسن
شمشاد دھڑے رہے کنارے | بولے نہ طیور ڈر کے مارے
اوترا صدمے سے چہرۂ گل | چھٹکے ماتم مین موے سنبل
نرگس ہوئی خوف کھا کے بیمار | کانٹے ہوے سوکھ سوکھ کر خار
پتا تھا تو زرد ہو گیا تھا | پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا
شبنم قسمت کو رو رہی تھی | گل کا دامن بھگو رہی تھی
موجین لب جو پٹکتی تھین سر | گرداب کی عقل کو تھا چکر
غصہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون | آخر طوطے کو کھا گیا کون
گر پڑکے بہ شکل اشک دیدہ | بیہوش ہوئی ستم رسیدہ

رستہ چلتے جنگل مین کالی آندھی کا آنا - اختر کا بھٹکا کے ایک باغ مین جانا - گوہر سے ملکر شبکو آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا -

برہم ہے مرا مزاج ساقی | مے آگ ہے مجھکو آج ساقی

شیشہ نہیں آبلے سے کچھ کم — ساغر نہیں ہی یہ چشم پرنم
قسمت نے اُن سے جب چھڑایا — سیاروں میں ماہ عالم آیا
آنکھوں میں پھر آیا نور جا کر — روح آئی تنوں میں دوڑ جا کر
گردش جو رہی تھی صورت چاک — منہ تک نہیں کچھ گیا تھا جز خاک
دانے پانی کو اہل لشکر — بو لٹوں کی روش جمے زمیں پر
شبنم کہیے بستر بشر کو — جو شب کو گرا اُٹھا سحر کو
ہوتے ہی سحر نجوم سیار — تھے صورت مہر گرم رفتار
وہ دشت تمام لوح افسوں — سطر جادہ میں شر کا مضموں
رخ خاک کا پُر غبار اُسمیں — ہر ذرے کو انتشار اُسمیں
کھاتے تھے وہاں بگولے چکر — مرغان ہوا کے جلتے تھے پر
کانٹے کھٹکے سے خشک رہتے — چشمے ناسور ہو کے بہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جا بجا گرم — سایہ کچھ دھوپ سے سوا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ — ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ
تقدیر وہاں یہ رنگ لائی — کالی آندھی بلا سی آئی
ظلمت میں گھری تھی یوں وہ ناکام — جیسے کافر کے دل میں اوہام
گم صورت ہوش ہو گئی راہ — خود گم ہوئے سب تو کھو گئی راہ
شہزادہ کہیں کہیں تھے ساتھی — اُسوقت کی اور تھی ہوا الٹی
چکرائے وہ سب جو راہ بھولے — گویا جنگل میں تھے بگولے
آخر بخت سیاہ چمکا — جب گرد چھٹی وہ ماہ چمکا

بے شمع تھے منتشر پتنگے ٹوٹے سر شمع پھر پتنگے

چھوٹا سیّاروں سے ایک اختر آوارہ ہوا وہ مثل صرصر

سارے جنگل کی خاک اوڑائی شہزادے کی گرد تک نہ پائی

تلوون مین یہ خشک کانٹوں کا حال ہون جیسے برش مین سیکڑون بال

یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم یا ٹھوکرین کھانے کو تھین یا غم

ہر چند پھرا وہ صورت سر لیکن اوسکو ملا نہ لشکر

دیکھا وہان پھرتے پھرتے اک باغ جو دے دلِ داغدار کو داغ

درصورت دیدہ وا جو پایا مانند نگاہ اندر آیا

گل تھے عذرا کے گال سے خوب سنبل لیلی کے بال سے خوب

شیرین تھا ثمر وہان کا فرہاد شجر وہان کا

اوس باغ مین یہ بہار دیکھی کوٹھی اک روز نگار دیکھی

کوٹھی تھی کہ قدرت الٰہی رضوان دربان ملک سپاہی

بند اوسکے درون سے چشم محبوب پردون سے حجاب ناز محجوب

دیکھین وہ ستون تو ایسے شرمائین دل کے دل ہی مین نالے رہجائین

جھک کر اوسی رخ کلاہ کیطرح کوٹھی کو چلا نگاہ کیطرح

اک شخص تھا زیب مسند زر اوس شمع سے بزم تھی منور

مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا آئینے کو انجمن مین لایا

رخ گرد سے ابر مین قمر تھا فانوس کا پردہ شمع پر تھا

روشن چہرے سے بیحواسی چھائی ہوئی پھول پر اوداسی

پر گرد جو زلف پر شکن تھی
کیچل ناگن کا پیرہن تھی

سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد
ہے مثل غبار خانہ برباد

پوچھا کیا نام ہے کہا غیر
پوچھا کیا کام ہے کہا سیر

پوچھا کہ وطن کہا بہت دور
پوچھا کہ طلب کہا کہ مہجور

پھر صورت ابر کر کے نالا
آندھی کا غبار سب نکالا

بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی
بے برگ ہے نخل زندگانی

جگ چھوٹ کے رہگیا ہون مین فرد
تنہا پھرتا ہون صورت گرد

بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو
بیدل کیون ہو اداس کیون ہو

آرام جو آج ہے تو کل غم
دنیا مین ہین نوش و نیش توام

مخمور بھی رند مست بھی ہو
سورج اونچا بھی پست بھی ہو

سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا
دانتون مین زبان کو ضرر کیا

آؤ کرین بات چیت ہم تم
بتخانہ یہ گھر نہ ہو صنم تم

کیون ایسے فراق سے ہو بیچین
ممکن نہین کیا قران سعدین

اس مہر کا شکر کر کے وہ ماہ
بولا تم خضر ہو مین گمراہ

جو اس مہمان کا میزبان تھا
وہ اوس جنگل کا حکمران تھا

پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل
جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل

لوگون نے جو دیکھے اوسکے جوہر
کہنے لگے آبرو سے گوہر

نیت کہ صفائی مین سحر تھی
آب زمزم سے پاک تر تھی

گل بوٹے وفا پہ ناز کرتے
آگے دامن دراز کرتے

بولا وہ جمین نشاط کے رنگ — پریان حاضر ہوئین خوش آہنگ

وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے — وہ نور کہ نور اونپہ صدقے

ناز ایسے کہ ناز آپ حیران — غمزے ایسے کہ غمزہ قربان

پتلی کمرین لچک بھی اوٹھین — گورے چہرے چمک بھی اوٹھین

چھا جائے گھٹا جو بال کھولین — کلیان چٹکین جو منہ سے بولین

کاکل سے بلا چلن سے شمشیر — ابروسے کمان نگاہ سے تیر

اٹھلاتی ہوئی وہ آگے آئین — موقع پاکر غزل یہ گائین

غزل

سرپھرنے کا چرخ کو گلہ ہے — دل کو نالون کا حوصلہ ہے

ڈنکا ہے شہرت جنون کا — جو سینے پر اپنے آبلہ ہے

چارون جانب کی خاک اوڑانا — یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے

کب دشت جنون مین ہون اکیلا — ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے

ہاتھ آئیگی زلف ایک دن شوق
باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر — پتھر پڑے کٹکری سے دل پر

توڑے دل بل رہے تھے گویا — سم زہر اوگل رہے تھے گویا

بھرتا زخم جگر نہ دیکھا — مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا

کاٹی مشکل سے رات غم کی — قسمت صبح کے ساتھ چمکی

رخصت ہوئی میہمان کی لازم — گوہر ہوا رہبری کو عازم

اختر یون ساتھ ساتھ آیا
جسطرح سے ہمقدم ہو سایہ

گوہر سا خضر ہوا جو رہبر
سیاروں مین آملا وہ اختر

شہزادے کی چار سو نظر تھی
وا چشم امید مثل دیدہ تھی

دیکھا مہ عید روبرو ہے
شکل امید روبرو ہے

اختر کی طرف وہ ماہ لپکا
پیا سا تھا کہ سوے چاہ لپکا

طالع سے ہوئی مراد حاصل
یون ملگئے جسطرح ملین دل

گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا
جوڑا رشتہ برادری کا

اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت
کہہ سنکے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا۔ درویش سے ملکر تعویذ کا پانا۔ آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جسے دیو نے جادو کی زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا۔

ہاتھو مین لیے ہوے پیالے
پھر آئے شراب پینے والے

خم پر ہے نگاہ لب پہ ساقی
کر رحم انکی طلب پہ ساقی

وہ جلوۂ شمع بزم آرام
بند آنکھین کیے تھا مثل بادام

مقراض شعاع مہر نے جب
جڑ سے کی قطع کاکل شب

معشوقہ سے صاف چھپکر — گھر دون کے محل سے نکلی باہر

آنکھون نے طلسم خواب توڑا — پلکین کھولین حجاب توڑا

حسرت بولی نکل کھڑے ہو — آنسو نکلے کہ چل کھڑے ہو

دیدون نے کہا دو ہو سمجھے نا چیز — بالون نے کہا بلا ہے کیا چیز

پڑتے تھے یہ تلوے دونون اسقدر لوٹ — دل اور قدم مین چلتی تھی چوٹ

یون ایکطرف چلی وہ بیتاب — بستی پہ روان ہو جیسے سیلاب

جنگل ایسا گھنا تھا آگے — شب مارے سے جسکی ڈر کے بھاگے

تھی بیل زمین پہ جال کھولے — کالی دیہی تھی بال کھولے

دھوپ آئی کہین جو چھنکر — پڑتی وہ زمین پہ داغ بنکر

ظلمت سے تھا ہر شجر کا یہ حال — منہ پر زنگی کے جیسے ہو خال

پاتے نہ دہن کا راستا آہ — گم عقل سے ہو دماغ کی راہ

سب کہتے تھے جان کھو نہ آئے — زندہ درگور ہونے آئے

ان جھاڑیون مین ہر ایک گم — زلفین تو ہین مانگ ہی مگر گم

چلتے تھے اٹک اٹک کے اسطرح — الجھے بالون مین شانہ جسطرح

جنگل بوکتا تو ہنس صرصر — اک کوہ سے کھائی اوس نے ٹکر

اونچا تھا وہ تخت گلرخان سے — باتین کرتا تھا آسمان سے

بات اوس سے نہو کسی کی بالا — شرمائے قد دراز والا

چوٹی ہار گیا تھا ماہ عالم — پھولا ہوا منھ ادھر ادھر دم

لیکن وہ لپیٹے خاک رہی — کانٹون سے زمین تھی کہ ساہی

آگے مثل قدم بڑھا وہ — موسی تھا کہ طور پر چڑھا وہ

دیکھا چوٹی پہ اک مکان ہے — جنت بالائے آسمان ہے

تا بام نگاہ شوق قاصر — ہموار یہ صورت عناصر

چشم غلمان کا در پہ شک تھا — دربان مانند مردمک تھا

اندر جانے کا حکم پایا — دیدے مین وہ شکل سا سمایا

اوس برج مین آفتاب تھا ایک — درویش فلک جناب تھا ایک

چہرہ قرآن چشم بد دور — داڑھی تفسیر سورۂ نور

آنکھون سے عیان تھا حسن ایجاد — خالق نے کیے تھے منہ پہ خود صاد

گویا ہوا یون وہ شاہ بے تخت — آتا ہی کدھر سے او جوان بخت

بولا یہ کہ اک غریب ہون مین — اب کیا کہون بے نصیب ہون مین

بیتاب ہون تاب کی ہوس ہی — ماہی ہون آب کی ہوس ہی

روشن کیا رنگ تیرہ بختی — نرمی سے بیان کی وہ سختی

اصرار کیا کہ آج تھم کر — مجھ پیر پہ او جوان کرم کر

بننے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر — پہلو مین کمان کے رک گیا تیر

لگانے کھانے مرنے مرنے کی — میوے پالے مرنے مرنے کی

تھا شام سے طالب سحر بخت — چمکا ادھر آفتاب ادھر بخت

آمادہ ہوا سفر پہ راہی — اوٹھ بیٹھ گئے رخصت اونسی چاہی

چلتی آندھی کا ٹوکنا کیا — بہتے پانی کا روکنا کیا

دریائے کرم کو لہر آئی — کی اوس کشتی کی ناخدائی

اک نقش برتم کیا کھلا لے
چل یان سے ہوا ہوا ہو رستا لے

دامن رہے نوٹ سے پاک
دریائے طلسم مین اوڑے خاک

آدھی ہو تو گر نہ ہوسکے بچا لے
آتش ہو تو آب ہو کے بہ جاے

بیدل ہو خوف کیا خطر کیا
دریا کا شناورون کو ڈر کیا

تقدیر کی نارسائی کہانتک
پہونچینگی ضرور سانس لب تک

تعویذ لیا گلے مین ڈالا
خوش ہو کے بڑھا وہ سرو بالا

کچھ دور ہوا جو گرم رفتار
جا کا ہوا ایک بحر زخار

تھا جوش مین صورت جوانی
تھی آب مین عمر کی روانی

موجین وہ کہ جیسے جاے ابرو
تلوار اپنی چھپاے ابرو

چکّی سے سر چاک چرخ اخضر
سیکھین یہ سب جنھون سے چکر

اک قصر بلند تھا سر آب
در وا تھا بشکل چشم بیخواب

آنکھین پھڑکین کہ ہے نئی سیر
موج آئی کہ دیکھیے لیجیے خیر

دریا مین سماے مثل ماہی
اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی

شکل آغوش در جو وا تھا
پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا

دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور
لو اور یہان کی ہے ہوا اور

چھوٹے چھوٹے قد و قیہ بوٹے
وہ فتنے کہ غنچے جی نہ چھوٹے

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ
چھایا ہا زنگار کا تھا ہر برگ

کچھ تھا جو شجر تو تخت بد تھا
مسند ہا کسی پر جفا کا قد تھا

ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال
چہرہ غصے سے جیسے ہو لال

بنگلہ لب جو حباب کی شکل
وا دیدۂ جلے حباب کی شکل

بنگلے میں تھی ایک حور پیکر
جیسے پتلی کا آنکھ میں گھر

تھی مائل خواب شکل مخمل
فانوس تھا شمع رخ کو آنچل

آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ
نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا
پردہ غیرت کا پھٹ گیا تھا

مانند حباب سر اوٹھا کر
بولی کہ کہاں پھنسے تم آکر

بھاگو کہ شجر شجر ہے یاں دار
بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یاں مار

بھاگو کہ ہے خار خار نشتر
بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر

چھپ کر کوئی دیکھے ہیں کب انگور
انگور ہیں زخم کے سب انگور

بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر
بولی وہ کہ ہاں نہ سیر میں سیر

بولا یہ کیوں وہ بولی اے جان
یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان

شعلے سے خس کی لاگ کیسی
بجلے سے کس کی لاگ کیسی

بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے
تم اپنی کہو کہ سچ کیا ہے

کیوں زرد ہو زعفران نہیں تم
برگ فصل خزاں نہیں تم

بولی میں پری ہوں [illegible]
آفت زدہ غم نصیب ناکام

صدمے اس گھر کے سہنے والی
آغوش اجل کی رہنے والی

سونے کو تو سوئی تھی وطن میں
چھوٹی تو پڑی تھی اس چمن میں

اک دیو سیاہ تھا سرہانے
دیکھا دکھلایا جو خدا نے

صورت سے بلا کو ڈر پڑا کا
ہر حلقہ چشم گھر بلا کا

قد سے سانبھو کا پیڑ اک خار | دم سے باد سموم فی النار
آتا ہے وہ شب کو مثل ظلمت | جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجال رم نہین ہے | لون سانس اتنا بھی دم نہین ہے
بولا یہ کہ اوٹھ - قدم بڑھا چل | بولی کہ یہان سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا | وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو | بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری | بولی نہین اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلیگا | ٹالے سے پہاڑ کب ٹلیگا
کچھ حوصلہ ہان بڑھے تو جانون | یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانون
تعویذ اسنے دیا کہا جا | بولی وہ جو دیو لپکے ہو کیا
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے | پتھر ہو تو موم کرکے چھوڑے
آہو کیطرح وہ کر گئی رم | نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
لشکر مین خبر سے آگے آیا | آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع اوس نے بدل دیا وہ | چلتا جادو تھا چلد یا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی | کھوئی جو زبان وہین تھا خالی
چلایا کہ آئی کیا تباہی | افتاد یہ کیا پڑی الٰہی
گھر مین وہ پری نہین عجب ہے | پتلی نہین آنکھ مین غضب ہے
تیڑہا ہوا سرو سے اکڑ کر | شاخون پہ جھکا ہوا سے لڑ کر
پتے کھڑکے تو شامت آئی | آئی جو ہوا قیامت آئی

مانند نگس وہ بیٹھ کر سر — سو یا مردون سے شرط بد کر
پوشیدہ ہوا جو مہر روشن — پھیلا ظلمات شب کا دامن
راہی نے کیا پسند ساحل — کی صورت مہر ختم منزل
بستر پہ گرا وہ ماہ عالم — گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہ عالم کا دیار محبوب مین آنا خبر پاکے خسرو کا استقبال کیواسطے جانا۔ راہ مین سے ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین — کالی کالی گھٹائین چھائین
شوق سے لالہ فام ہے آج — تو یہ قربان جام ہے آج
جب دن شب کی بغل مین نکلا — سورج اپنے محل سے نکلا
کی دور کسافت تن شب — زائل کیا زنگ آہن شب
کرنون نے دکھائی کیمیائی — سونے کی زمین سب بنائی
رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح — نقش مسطر پہ خامہ جسطرح
وے ساتھ ہوا تو گرد ہوجائے — دل آب روان کا سرد ہوجائے
دیکھا اک پر بہار جنگل — پھولون سے گلعذار جنگل
پتے نہین داغ عشق کیا ہے — سنبل کہے زلف کیا بلا ہے
چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو — اللہ سے اوسکا سامنا ہو

دعوی اگر حسن کا تو ہر شاخ | ابرو مین نکالے شاخ پر شاخ
انسان جو ہوا وہان کی کھائے | گل امید مین پھل آئے
آجائے نظر جو وحشت کی نہر | تر ہون لب خشک صائم الدہر
یون آنکھ مین ہو نگاہ شاداب | جیسے لب جو گیاہ شاداب
ملبین چھپی ہوئی زمین پر | زلفین چھٹکی ہوئی جبین پر
کچھ کہنے کو منہ جو اوسنے کھولا | تاجر واقف تھا بڑھ کے بولا
فردوس کی سب یہ سرزمین ہے | جس پھول کی بو ہے وہ یہین ہے
چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند | بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند
بیساختہ لب کھلے ہنسی سے | پھول اوسکا دہن ہوا کلی سے
سرمست شراب شوق تھا دل | جتنی منزل گھٹی بڑھا دل
برج قصر حبیب چمکا | قسمت چمکی نصیب چمکا
کیا اوج مکان کو تھا مکین سے | سورج تھا قریب تر زمین سے
یون شوق سے اوڑ چلا وہ صنوبر | اوڑتے پروانہ جیسے لو پر
تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز | نکلا جیسے جرس سے آواز
فردوس مین سب سے آگے آیا | غنچون مین یہ تازہ گل کھلایا
ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ | اس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار اودھر سے | دوڑے کہ بلائین لین نظر سے
تھے راہ مین جو شہر والے | یا مانگ بھری تھی موتیون سے
دیکھا عجب بہار آئی | صبح شب انتظار آئی

جس نے چہرہ پہ آنکھ وا کی
مہمان نے آنکھوں ہی مین جا کی

ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے
ششدر بھی چلا کہ بڑھ کے لائے

پہونچا یہ ادھر سے وہ ادھر سے
دل دل سے ملا نظر نظر سے

ملنے لگی گر کے فوج پر فوج
لوٹی جاتی تھی موج پر موج

شہزادہ و شاد ملکے باہم
یون تھے جیسے شکر و [illegible] باہم

ایسا ملنا جو دیکھ پائے
گردون جوڑا کو بھول جائے

دل خوش تھا کہ نور چشم آیا
گھر تک اوسے پتلیون پہ لایا

آنکھین روشن ہوئین وہ گھر کیا
منہ تکتی تھین پتلیان اثر کیا

جی دیتے تھے ساکنان فردوس
اوس ماہ کا دھوم تھا جہان فردوس

جو تھا وہی دل دیے ہوے تھا
اپنا پہلو لیے ہوے تھا

وان فکر قران ماہ و خورشید
یان بزم خیال و شمع امید

وان دختر رز کو فکر بیہوش
یان صورت بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بیچینی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر [illegible] دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول
دے بادہ کشون کو ساقیا پھول

چل نکلی ہوا بہار کی اب
طاقت نہین انتظار کی اب

ملنے کی جو یاسمن کو تھی لاگ
بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ

پیارا اپنا جو گھر مین آیا
آرام سا جگر مین آیا

ملنے کا جو کچھ ہوا سہارا — جوبن نے ابھر کے اور ابھارا
بیشک کسی بات کے بہانے جو پایا — لب ملتے تھے مضطرب تھے گویا
کچھ اتنا بڑھا تھا دید کا شوق — کم جس سے ہلال عید کا شوق
ہر آنکھ میں شکل نور تصویر — جنت ہر آنکھ حور تصویر
حسرت بولی نکلیے چلیے — پاؤں آگے بڑھے کہ چلیے چلیے
دل کہنے لگا چلو گی کیونکر — چھاتی پہ تو ہیں حیا کے پتھر
گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم — تھی محرم ہمراز جیسے محرم
حیرانی کا حال اوسے بتایا — تنہائی میں آئینہ دکھایا
گلشن نے کہا کہ اوسمن بر — پردے سے نہ مثل بو ہو باہر
بے سلسلہ خاک میں پڑے گی قسم — بے زینہ بشر نہ پہونچے تا بام
بے عقدہ نہ اٹھیے بند سے بند — بے رشتہ لگائے کون پیوند
کیا کھلنے لگا تو گی قدم تھم — سو آنکھوں کی پتلیاں ہیں ہم تم
نظروں سے ہی یہ ادھر ادھر ہیں — آنکھوں سے تو دیکھو ہو نظر بند
جی چھوڑ کے یوں نہ کھیلو جی پر — دو وقت ملیں گے وقت ہی پر
بولی وہ کہ آئینہ ہے اندھیر — مرہم عیسی علاج میں دیر
کاغذ سے اوٹھے نہ بار سیلاب — شبنم لائے نہ دھوپ کی تاب
آغوش حبیب کے لیے ہے — مٹی ہے پیالہ گر نہ ہو مے
پتلی میں نظر نہیں تو کیا لطف — خاتم رہے بے نگین تو کیا لطف
فانوس ہے بے چراغ کیا چیز — موتی جو نہیں صدف ہی کیا چیز

گلشن بولی کہ ہوش مین رہے
کیون مثل شباب جوش مین ہے

رسوا کہین چشم تر نہ کردے
رنگ اوڑکے کہین خبر نہ کردے

بولی پھر کیا کہا کہ کر صبر
بولی کیونکر کہا کہ کر جبر

نازک تھی وہ جبر خاک اوٹھالی
گھڑیال کی طرح پیٹی چھالی

گلشن نے غرض آسے سنبھالا
رستا ملنے کا یون نکالا

تھی اک زن پیر کہنہ شاطر
لوز سے مراد خاطر

دم دے جسے دام مین وہ آئے
دو بالون مین چار کو لگائے

دل اوسکا لیا کہ کہہ تو بولون
پردہ رکھے تو راز کھولون

پوچھا تو کہا سنا تو مانا
مجھہ اخط لے کے جانا آنا

کہہ سن کے اوٹھا کے خامۂ شوق
تحریر کیا یہ نامۂ شوق

اے مہر جمال و ماہ عالم
وے روشنی نگاہ عالم

اے ساحر سحر نقش تصویر
وے رہبر ملک حسن تدبیر

اے عاشق و نیز شکل محبوب
وے طالب وہم برنگ مطلوب

اے مطلب نامہ رسائی
وے معنی لفظ آشنائی

اے زنگ زدا اے شیشۂ دل
وے سہل نمائے کار مشکل

اے مردم چشم مہربانی
وے چشمۂ آب مہربانی

اے حاصل مدعا کے سازش
وے سالک جادۂ نوازش

تم لکھتی ہون مین بگڑ نہ جانا
منظور ہے لطف کا جتانا

پوچھے کوئی جو میرے جی کی
کیا بات ہے بے تکلفی کی

تم کیا مہمان ہو کے آئے ۔ فردوس کی جان ہو کے آئے

یون آئے سرور جیسے دل مین ۔ ایمان کا نور جیسے دل مین

لیکن چھوٹون خبر نہ لی واہ ۔ لی چاہ کی آبرو - اجی واہ

ظاہر کرون رنگ یاسمن کیا ۔ سوکھا ہوا نخل گل ہے تن کیا

اشکون نے بہار حسن کھوئی ۔ رخسارون کی آبرو ڈبوئی

یون غم سے ہی اسکا منتشر حال ۔ جسطرح ہوا سے زلف کی بال

زورون یہ ہے بسکہ ناتوانی ۔ زیبا ہے کہے جو لن ترانی

اوٹھنا جو پڑے کمر پکڑ لے ۔ کاکل جو ہلے تو سر پکڑ لے

ایسا سکتے نے اسکو کھویا ۔ شبہہ ہو کہ بیلے دہن ہے گویا

بیمار کو جان کھوتے کیا دیر ۔ نیند آ ہی گئی تو سوتے کیا دیر

گل شمع حیات ہو نہ جائے ۔ یہ دن کہین رات ہو نہ جائے

سب اہل نظر کرین یہ منظور ۔ ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور

بہنو کہا جاتم کے چلتے بیتاب ۔ پیاسا دریا کے ہوتے بے آب

بیچی بھی جو ہجر کی گھڑی ہے ۔ واللہ پہاڑ سے بڑی ہے

تم جا ہو تو داغ ہجر کھو جائے ۔ یہ نخل خزان نہال ہو جائے

گلزار کو آئے دن سر شام ۔ گلگشت کو جاتی ہے یہ گلفام

آؤ یہ شنیدہ یون وہان تک ۔ جیسے دل سے سخن زبان تک

غیرون کو دے آشنا بنا نا ۔ بالا بالا ہوا ابتا نا

لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ ۔ خط لیکے چلی وہ مثل خامہ

مطلوب کے پاس دم مین آئی | مکتوب دیا طلب سنائی
وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا | نسخہ درد فراق کا تھا
چومانخ دلربا کیصورت | کھولا بند قبا کی صورت
نقطے جو تھے صفحے پر نمایان | پیشانی حور پر تھی افشان
قد تھا کہ الف ذقن تھا یا قاف | مرکز شکن جبین شفاف
حرفون کی کشش وہ لطف دکھلاے | خاطر کی کشیدگی پہ حرف آئے
مطرب سے بھی یون نہ کھینچ سکے ساز | یون یار نہ کھینچے دامن ناز
کاکل سے نہ کھینچ سکے دل اسطرح | تلوار نہ کھینچے قاتل اسطرح
بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق | چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق
طرز اوسکی جو سیکھے چست ہو جاے | محرم کی ادا درست ہو جاے
الفاظ جو شوخیان دکھائین | دیدے گھونگھٹ مین منہ چھپائین
حسنِ خط چہرہ عارضی ہے | شان اور سواد نامہ کی ہے
دیوانہ نہین کہ زلف جانون | ہان وصل کی شب کہو تو مانون
مطلب ہوا خط سے حاصل اوسکا | ہمت کی طرح بڑھا دل اوسکا
حرفون سے کھلی کشش کی تاثیر | خط پڑھکے کیا جواب تحریر
اے مایۂ عیش خستہ حالان | دے بال و پر شکستہ بالان
اے عقدہ کشاے خواہش دل | دے رہبر شوق تا بہ منزل
اچھی روش کشش نکالی | خط کیا بھیجا کمند ڈالی
لیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہے | کہدو واللہ کچھ نہین ہے

ہاں بات کی پیچ پر آہی جانا — جھوٹی قسم آج کھا ہی جانا

منہ پر کہو تو جواب دون مین — منہ چوم لون اور کیا کہون مین

کیا شوق وصال کا جتانا — گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا

گلزار کی راہ جو بتالی — کی صورت خضر رہنمائی

اس مہر کا شکرہ ہو کہانتک — ہو شام تو پہنچون مین وہانتک

رخصت کی تھی منتظر زن پیر — خط پا کے کمان سے ہی تیر

مانند نسیم سُن سے آلی — نامہ گلشن کے پاس لائی

اوس شمع نے ہٹ کے انجمن سے — خط پڑھکے چھپایا یاسمن سے

وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھا کر — یہ ہنس پڑی بھاگی منہ چھپا کر

بگڑی تو بنایا دل لگی سے — روٹھی تو منا لیا ہنسی سے

سب پردہ دروں سے آڑ کر کے — نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کر کے

جو آنکھین خیال یار مین تھین — اب شام کے انتظار مین تھین

صورت کا بناؤ جی پہ رکھا — منہ پیار سے آرسی پہ رکھا

لب پان سے لال ہو کے لوے — دل دے ہمین پہلے بوسہ جو لے

شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا — گویا چوٹی کا آشنا تھا

دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری — آئینے کی آبرو اوتاری

کنگھی چوٹی کے بعد پہنا — بھاری جوڑا اجڑا او گہنا

چوٹی پہ شجر کی دام رکھا — چمکا کہنے کو نام رکھا

دکھلاتا تھا سیس پھول سر پہ — جگنو شب تار مین شجر پہ

ٹیکا زینت کا زیب سر تھا — افشاں کا ستارہ اوج پر تھا

گھنگھرو چُھپن چُھپن بجائے اوسنے — سوتے فتنے جگا لیے اوسنے

تھا گرمیِ حسن کا عجب رنگ — سائے سے بدن کے موم ہو سنگ

کشتہ ہو آئینے کا پارا — فی النار ہو جو کرے نظارا

وہ تار نظر کا رخ پہ ہو حال — ہو نبض مریض تپ کا جو حال

لیں گال چراغ سے چراغی — سورج کو کریں جلا کے داغی

دیکھا وقتِ زوال غم ہے — دن صورت عمر پیر کم ہے

چڑیوں کیطرح اوڑیں مکان سے — آئیں گلزار میں وہاں سے

شہزادہ بھی مست شوق آیا — دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا

تپتے گالوں کو زرد کردیں — خورشید کو گرد بیر کردیں

بیلیں جو دکھائیں جال اپنے — معشوق چھپائیں بال اپنے

ہوں پھول ہزار چاک دامن — یوسف کی مثال پاک دامن

موسیٰ کا عصا شجر سے جھک جائے — عیسیٰ کا نفس ہوا سے رکجائے

خاکِ چمن ایسی پُر تکلف — جس خاک سے تھا خمیر یوسف

کوثر سے ہے قول حوض آکیا — تیرے پانی کی آبرو کیا

انسان جو تہ درخت ہو جائے — سر سبز نہال بخت ہو جائے

چشم دلبر ہر آشیانہ — پتلی کہے مرغ کو زمانہ

گردوں تھا کہ دار بست انگور — دالوں میں نجوم کی طرح نور

چتوں کی ادا نظر سے گذری — برچھی کی انی جگر سے گذری

یان پردۂ چشم ہو گئی شرم | پہلو وہان شوق نے کیا گرم
یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی | وان چشم ہوس جبین پہ پہونچی
انگلی یہان گال پر ادا سے | وان چاہ کا جوش ہر ادا سے
یان ناز سے بُت کیطرح لب سُن | وان ساز کا راگ میل کی دُھن
چھیڑا تو نہ لائی تاب آخر | ٹوٹا قفل حجاب آخر
بولی یہ تو اوسکے بڑھ چلے ہاتھ | قدمون سے کمر پہ چڑھ چلے ہاتھ
یان دلمین ہوس کہ کھیلون چھوٹین | لب پر کہنے کو ہاتھ ٹوٹین
دامن جو چھوا سمٹ گئی یہ | آنکھین دکھلا کے ہٹ گئی یہ
بوسہ جو طلب کیا کہا واہ | کیا جلد مزے مین آئے واللہ
دیکھے کوئی انکے شوق کا حال | ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال
عزت پہ کسی کی چاہے حرف آے | جوبن انھین لوٹنے کو للچاے
سسکی بھرنے سے کچھ نہ ہوگا | اُف اُف کرنے سے کچھ نہ ہوگا
نکلے نہ صدا انیس اب دہن سے | چڑیان اوڑ جائینگی چمن سے
مین ہٹ نہین لیتے ہو قدم کیون | نادان نہین دے ہی ہو دم کیون
کیونکر ہان پھر تو ہاتھ چھوڑو | آنچل کی نہین بدی ہی چھوڑو
ہاتھ اور طرف بڑھین نہ ہرگز | یہ پھل ہتھے چڑھین نہ ہرگز
منہ چومے سے کیا ملیگا کیون جی | مصحف ہے خدا ملیگا کیون جی
ہونٹھون پہ یہ دانت ہان مین سمجھی | پہوسوگے مری زبان مین سمجھی
منھ دھو آؤ وہ نہر ہے جاؤ | گھر بھول گئے وہ شہر ہے جاؤ

دیکھو دیکھو نظر کہان ہے
کیا ڈھونڈھتے ہو کمر کہان ہی

اس زلف کے پیچ مین نہ آنا
او مجھے تو بدا ہے مار کھانا

مریم کی قسم ہون پاکدامن
چھونے نہین پائی خاک دامن

مجھ پر ابھی حق نہین تمہارا
کیا غیر پہ غیر کا اجارا

کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے
ایسا نہو پھول کھلکھلائے

نرگس دیکھے تو کیا عجب ہے
سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے

بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو

کانٹا نہ کہین خلش نکالے
سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے

پتے نہ کہین پتا بتا دین
چڑیان نہ کہین خبر اوڑا دین

بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ
چونکے نہ حباب پا کے آہٹ

غنچے نہ چٹک کے گل کھلائین
بو پا کے نہ لے اوڑین ہوائین

لب سہر کے کچھ سیئے نہین ہین
چشمے کمبخت دوربین ہین

دیوالون پہ کیا کڑی پڑی تھی
کچی اس عیش گھڑی تھی

چل نکلے ادھر ادھر وہ گلرو
دو سمت بڑھے برنگ گیسو

آئے تو تھے دولون صبر کیطرح
روتے گئے لیکن ابر کیطرح

جرأت ملنے کی شب کو کب تھی
سرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہ عالم کا رستی جانا - ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا - یاسمن کا خبر پانا - باغ مین ملکے ماہ عالم کو چلی کٹی سنانا -

رندون کو کہان قرار بے مے ہونٹھون پہ ہے جان زار بے مے

ساقی لاتا مے جنون خیز ہے جوش بہار وحشت انگیز

اک صبح تھی چاک جیب شامت یا جلوۂ عارض قیامت

وہ مہر فلک کہ چشم حاسد وہ رنگ شفق کہ خون فاسد

دنیا کی ہوا تھی یا دم سرد بلبل کی صدا کہ نالۂ درد

شہزادے کو آئی سیر کی لہر آیا گلشن مین صورت نہر

کانٹون مین جو اوڑ کے دامن انکا دل اوسکا شگون بد سے کھٹکا

سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے ہر رنگ ہوا کچھ آج کی ہے

پھولون پہ نظر پڑی تو دیکھا انگارے دہک رہے تھے گویا

نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی ہر شاخ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی

شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا ماتم کے لباس مین تھا سایا

طائر لگے بولنے کڑے بول ننھی سی زبان پر بڑے بول

چل پھر کے نفس کیطرح کچھ دم کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم

رستے مین تھا اک امیر کا گھر کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر

گالون پہ بہار رنگ کے دن جوبن کا ابھار امنگ کے دن

چھٹکائے ہوے تھی بال ظالم پھیلائے ہوے تھی جال ظالم

عینون تھی چڑھی ہی ہوئی ادا سے کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے

بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے

لب ہلکے جو معجزہ دکھائین چڑیان انگیا کی جان پائین

آنچل اڑ اڑ کر ہوا دے
کلیان پاجامے کی کھلا دے

آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ
پتلی کو جلا سے ہر اشارہ

گیسو جو ہر کشاکش آئین
دل کو پہلو سے کھینچ لائین

ہو چاہ ذقن کی اسقدر چاہ
یوسف کہین مین گرونگا واللہ

عیسی جو بلا لین عمر کے دن
بالون سے بڑھین کہان یہ ممکن

افتاد کی بات پڑ گئی آنکھ
تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ

برچھی پڑی دلپہ وان ادا کی
بجلی گری سر پہ یان بلا کی

وان شیشۂ صبر گر کے ٹوٹا
یان دامن ہوش اوڑ کے چھوٹا

بے دل اوسے کر کے اپنی راہ
یون کہنے لگی وہ کھینچکر آہ

کیا نخل ہوس نے پھل دیا حیف
مین رہ گئی یار چلدیا حیف

کیون ڈار گیا نظر کا خالی
کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی

کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا
رستا غمزے نے کیون نہ روکا

کیون راہ نہ مانگ نے بتائی
کیون زلف نہ بڑھ کے کھینچ لائی

کیا پیچ تھا جو رہے کنارے
گیسو نہ بڑھے مرے سنوارے

پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا
مانا اسے دسترس نہین تھا

آنچل تیری ہوا نہ پہونچی
چھاگل تیری صدا نہ پہونچی

بالون کی ادائین دلمین بھر لین
بالون کی بلائین اپنے سر لین

رخ پہ زردی لبون پہ نالے
دیدے تھے کہ خون سے پیالے

تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی
کونے مین چراغ لے کے بیٹھی

سمجھانے لگیں خواصیں انکو
برباد نہ اس ہوا میں تو ہو

بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کا
جوڑا ابھی گل ہے یاسمن کا

ایسی تو نہیں تھی باؤلی تو
کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو

یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے
اس چال سے چوٹ تو نہ کھائے

سُن ۔ مار نہ کھائے تو تو کھتا
جی ہار نہ جائے تو تو کھتا

کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی
کیا چاہ مین آبرو ڈبوئی

جو چیز ہے دور دسترس سے
ہاتھ اوس پہ بڑھا نہ تو ہوس سے

آب آئینے کی نہ تر کرے لب
کیونکر ہو عصا کی شام سے شب

کچھ کھیل نہین ہی عشق کی لاگ
پانی نہ سمجھ یہ آگ ہی آگ

چار اپنے پراے کیا کہین گے
تھوکین گے بُرا بھلا کہین گے

یہ آکے کہیگی کیا سٹرن ہے
وہ جا کے کہیگی بدچلن ہے

دین ساتھ نہ وقت پر احباب
درد آنکھ مین ہو تو آئے کب خواب

تو بھول نہ ہمکو پا کے ساتھی
پتے ہین فقط ہوا کے ساتھی

انکو پہلو بدلتے کیا دیر
چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر

سنتی بھی ہے یا نہین ادھر دیکھ
اپنی صورت کو اک نظر دیکھ

رنگت مین ہی فرق رات دنکا
قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا

یہ تیل اور یہ بدن کی زردی
جینا سونے پہ لاجوردی

ہے حسن کے دیس مین یہ منسوب
پاپوش سے ہو جہان مین خوب

منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے
سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے

اچھا سرو دست اسی سے تو پوچھ ‏ ‏ یہ کچھ نہیں اپنے جی سے تو پوچھ

وہ حسن کا روپ اب نہیں ہے ‏ ‏ کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہیں ہے

بیماری چشم سے بہانا ‏ ‏ منظور نہیں نظر اوٹھانا

پھر کہہ تو رہ سخن نہیں ہے ‏ ‏ ہان کہا تو قسم دہن نہیں ہے

رو ٹھنے نہیں پاتی بار غم سے ‏ ‏ یہ لے کمری کا عذر ہم سے

منھ کھول نہ جی سے تنگ تو ہو ‏ ‏ ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو

کام آئے نہ غم ہنر نہیں ہے ‏ ‏ پھل دے نہ جنون شجر نہیں ہے

بولی وہ کہ بس برا ہو نہ دیکھو ‏ ‏ کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو

جلتی ہو نہیں تو جلنے دو جاؤ ‏ ‏ ٹھنڈی رہو تم چلو ہوا کھاؤ

جی لے کر یہ چاہ آبرو لے ‏ ‏ صورت کیا خواب ہے کہ جو لے

آگے آنکھوں کے شامت آئی ‏ ‏ قد کے چلتے قیامت آئی

اب کیا کہوں دام زلف کیا ہے ‏ ‏ اس سحر کی قسم بری بلا ہے

بیدل مجھے جالو جاؤ جاؤ ‏ ‏ دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ

رخ پھیروں خیال سے یہ مشکل ‏ ‏ رخ ہوں کسی چال سے یہ مشکل

تقدیر میں رنج جھیلنا ہے ‏ ‏ جو کھیل بدا ہے کھیلنا ہے

پٹائین وہ دیکھکر برا رنگ ‏ ‏ چٹکیں غنچے سے ہو کے دلتنگ

سب داہنے بائیں کٹ کی بیٹھیں ‏ ‏ سنگت چھوڑی سمٹ کی بیٹھیں

مان باپ کی بات بھی نہ مانی ‏ ‏ خود رائے تھی خودسری کی ٹھانی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ ‏ ‏ آخر اوسنے لکھا یہ نامہ

اے رہرو برق خرمن ہوش
وے زلف سیہ سے دام بردوش

اے غارت جذب نقش پاے
وے قابل قلب ہمرا اسے

کس منہ سے کہوں ضرورت اپنی
دیکھو تم آپ صورت اپنی

سنتی ہوں کہ دل پھنسائی ہو تم
زلفوں کی کشش سے آئی ہو تم

ہمدرد ہو درد دان لوگے
ہے درد کہاں یہ جان لوگے

میں کیا کہوں سرگذشت غم کی
مہمان ہے جان ایک دم کی

چلنے نہیں پاتی ناتوان ہوں
نبض بیمار بیجان ہوں

جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج
دل سیخ نفس یہ ہے کباب آج

رکھے کوئی جو آگ پر پال
دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال

دل یوں ہے بے چین جیسے پارا
دم یوں چلتا ہے جیسے آرا

حالت نہیں کچھ مرے بدن میں
میں ہوں کہ نہیں ہوں پیرہن میں

طعنوں کی زبانیں چل رہی ہیں
یا مجھپہ سنانیں چل رہی ہیں

پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی
شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی

یہ قہر سے منھ کو کھولتی ہے
وہ زہر کے بول بولتی ہے

کیا وقت ہے کیا گھڑی ہے کیا دن
دشمن بھی نہ دیکھے یہ برا دن

جب دیکھئے انکو ہیں پہ برہم
آنکھوں سے ہے ناک میں مرا دم

ضد رکھتے ہیں مرکے ساتھ کمبخت
ٹوٹیں کہیں میرے ہاتھ کمبخت

دانت اور بھی کھائے ڈالتی ہیں
ہونٹھوں کو چبائے ڈالتے ہیں

آرام ملے جو دل ملا جاؤ
آجائے قرار تم جو آجاؤ

لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا — خط دیکے جواب لیکے آجا
وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی — فکر شعرا کیطرح پہونچی
نامہ دیکر کہا وہ بیمار — ہے ریختہ خامہ سے سوا زار
قربان گئی مین کہنے والی — تو کہدے شکن شکستہ حالی
نقطو تم خال خال کہدو — دل کے داغون کا حال کہدو
رنگت کہین نام کو نہین ہی — سادہ کاغذ ہے یا جبین ہی
کہانے کو کہین تو منہ نہ کھولے — ہم لاکھ بکین وہ کچھ نہ بولے
کوٹھے یہ کھڑی ہے تو کھڑی ہے — کونے مین پڑی ہے تو پڑی ہے
چھالی جو کھلی ہوا سے کھلجائے — چیونٹی جو کھلی بلا سے کھلجائے
تارے گن گن کے رات کاٹی — کوئی بولا تو بات کاٹی
دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ — جاری ہوئے اشک مثل خامہ
بولا وہ کہ حیف یہ کیا ستم ہے — کھٹکا کرلون سانس کب یہ دم ہے
جانے آنے سے جان مجبور — مین آپ مین آؤن یہ بھی ہی دور
پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین — پتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین
نکلون کہین یہ ہوس کہان ہی — پہونچون یہ دسترس کہان ہے
یہ ساز نہ لائے راگ کوئی — بھڑکا لے نہ جل کے آگ کوئی
گل چھولے نیا تو بار ہو جاؤن — کھٹکون آنکھوں مین خار ہو جاؤن
سب گرد ہو جتنی خاک چھانی — مٹی مین ملے یہ جانفشانی
مایوس خواص واپس آئی — قسمت کا لکھا جواب لائی

رو رو کے کہا وہ حال سارا | برچھی ماری کہ تیر مارا
سینے کو بڑا اٹھا داغ غم کا | تارا بخت جنون کا چمکا
ٹکڑے کیے گل سے پیرہن کے | کانٹے ہوئے رونگٹے بدن کے
بگڑی تو بنت سے ہٹ گیا جی | چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی
چھوڑی محرم کی پاسداری | نوچی کرتی کی بیل ساری
پھینکا ہنسلی کو کس کے اوسنے | بچلے کو جلایا جل کے اُسنے
کانٹا ہوا گوکھرو نظر مین | چھٹکائے ستارے سارے گھر مین
آئی جو بلائے شام فرقت | لائی شب تیرہ رنگ قسمت
توڑی اوسنے حیا کی زنجیر | سوچی کہ چلون مین تن بہ تقدیر
افسوس نہ آنکھوں کا دیکھتا ہے | کاکل کو مین سنتی ہون رسا ہے
کرتی تھی جو زور ناتوانی | آنسو سکھلاتے تھے روانی
پہنچی اپنے حبیب کے پاس | بیمار گئی طبیب کے پاس
سوکھے ہوے ہونٹھ رنگ رخ زرد | بیٹھی سر فرش صورت گرد
ہاتھا پکڑے تھی سر جھکائے | ڈر کے مارے نظر جھکائے
آفت اِسکو عذاب اوسکو | غیرت اِسکو حجاب اوسکو
پوچھا تجھے کون اوبھار لایا | بولی دل بیقرار لایا
چونکی تو بدل گئی کہ چونکی | توبہ کیا مینے گفتگو کی
دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام | بیدل کیا رکھے دل پہ الزام
بولا وہ کہ چھوڑ یہ تری ڈھن | سمجھے ہو یہ چھیڑ چھاڑ اری سن

کیون تو دشنتہ کرتی ہے باز
عشق سے نہ صدا کوئی در و دراز

مین ساتھ کرون محال ہے یہ
بچا تیرا خیال ہے بہت

ایسا ہی جو رگ لاگیگی تو
یہ دلیس اکدن چھوڑ اٹھیگی تو

گر مین تری بندگی بجا لاؤن
سچے لگا تا پلٹ کے جاؤن

جل کر بولی کہ اُف ری گرمی
کاش اس دل سخت مین ہوتی

کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے
چھوٹکیون نہ ملین گے ہم کسی سے

وہ چلکے ملال دین لوگیا ہو
گھر سے جو نکال دین لگی ہو

ہان مین سمجھی بہت حسین ہین
دُبلی نہین کیسے ناز نین ہین

کیسی ہے خطا معاف رنگت
دھو یا کپڑا کہ صاف رنگت

تل رخ پہ کہ آفتاب پر مگس ہے
اس سے یہ کھلا کہ وہ نہین رستی

ہان ہان مری بات سنیے کیون آپ
گل چھوڑ کے خار چنیئے کیون آپ

بولا وہ کہ بس سلام میرا
جیئے گھر جا کے نام میرا

پیاسی ہی رہی نہ آب پایا
سوکھا سا کھا جواب پایا

ملنے پہ بھی مل سکی نہ مجبور
نزدیک پہونچ کے رہگئی دور

کچھ زلف نے کی نہ سر پرستی
قد کی نہ چلی دراز دستی

آنکھون مین فسون کا زور کم تھا
بس نام کو پتلیون مین دم تھا

کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوے لب
منہ نے کہا بات کھوئے کون اب

سوچی وہ کہ ان تلون نہین تیل
سمجھی کہ منڈھے چڑھے نہ بیل

آئی اتنے مین اک زن پیر
لائی تھی وہ یاسمن کی تحریر

آنے کو تو آئی دم کی صورت — کھٹکے سے رکی قدم کی صورت

گھنگھرو کی صدا سنی جو چھن چھن — بد ظن ہو کر بڑھی وہ چپ سن

صورت دیکھی تو پھٹ گیا دل — آنکھیں ملتے ہی پھٹ گیا دل

بولی وہ کہ لائے یہ نیا راگ — بگڑے سے گئے آپ کھیلتے بھاگ

آتی ہی پھری نفس تھی گویا — چلائی گئی جرس تھی گویا

خوب آگ لگائی جل کے اوسنے — بس بو دیا زہر اوگل کے اوسنے

بولی کہ وہاں ہے مہ جبیں اور — خاتم ہے وہی مگر نگیں اور

گھر میں بہم اور جدا تھے اسطرح — سینے میں دل و جگر ہیں جسطرح

ہوش اوڑ گئے یا سمن کُن سے — جسطرح ہوا ہو بو چمن سے

ہو منھ ایسے چبائے اوسنے پیہم — یاقوت سے سنگ نے وہ نیلم

رنگت ہوئی تاؤ کھا کے کالی — ظلمت سے گئی شفق کی لالی

بیچین ہوئی جو چوٹ کھا کر — بجلی سی گری وہ تلملا کر

زلفوں سے ہوا جنوں اوسکو — مہندی نے رولایا خون اوسکو

دیتا تھا جو داغ چاند تارا — سر کالی تھی تا کرے کنارا

چھاتی پہ یہ تب تھی کی جو تختی — پتھر سے گراں تھی اوسکی سختی

موتی جو تھے زلف مشکسا میں — بیچارے یتیم تھے بلا میں

بجلی چمکی تو جل بجھا جی — بولی کہ جلا نہ بس مرا جی

میں کسکو دکھاؤنگی سنگار اب — جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب

ہٹ جائے یہ مانگ میرے اللہ — ڈھونڈھے نہ کہیں اسے ملے راہ

کردون میرے تیجے پچھیلا جا ہی تو
[illegible] تو کیون جا ہو گئی جا
ہاتھون کو مین جو بچھو نتیان خاک
کو سے کوئی چھوڑ دے نہ لگوئین
تیجے ہے سلسلہ جیتون کا
کیون ہے مرے ساتھ او علی شیر
یہ بالیان جو کے اپنا جی کھائین
ہاتھ آج جو کنگنون سے چھوٹین
اکٹون کو لگاؤن آگ جل جائین
صدقے کرون بجلی ہی کو کھا جاؤن
بانکین کیا ہین کٹاریان ہین
مین پیچ مین اسکے اب رہون کیون
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اس سے
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا
اس نے مرا جی جلایا ہے آج
پازیب کو جی سے اب اوتارون
یہ پھول بدن کو ہو گئے خار
جھالون سے دل آج بھر گیا ہے
جھمکا اب گر گیا نظر سے

کیون ہو کے بلا گلے پڑی تو
میرے چھنگے مین آرسی جا کے
بیتے واللہ ہو گئے بار
بس چپ رہین اب چھڑی نہ بولین
بجلی نے بدن تمام پھونکا
ہٹ چھوڑ دے ہاتھ او علی بند
کس کام کے بیتے بھاڑ مین جائین
پھر مین پہنون تو ہاتھ ٹوٹین
ٹھکراؤن کہ چھاگلین نکل جائین
دانے دانے کو مین چبا جاؤن
پھندے کے سبک تھے اب گران ہین
کڑیان زنجیر کی سہون کیون
کنگنا پتھر ہین لعل ہیرے
ٹیکے کا نصیب اب تو پھوٹا
بجلی پہ الٰہی گر پڑے گاج
پاپوش پہ گھنگھروؤن کو مارون
جیتی ہون تو پھر نہ پہنونگی ہار
لٹکن جی سے اوتر گیا ہے
بھاگون دیکھون جو میل بھرے

ایسی وحشت سے خاک اوڑائی
نیچے کی زمین اوپر آئی

کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے
منھ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے

اوجھن جو ہوئی برنگِ سنبل
گھبرا کے گئی چمن کو وہ گُل

جی رشک کی آگ سے جلائے
مانند چراغ لو لگائے

ٹہلی بے چین ادھر اودھر وہ
کچھ دیر پھری بشکل مردہ

شہزادہ جو بے حواس آیا
آئینہ سا منھ کے پاس آیا

بوسے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ
رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ

دھمکانے لگی کہ او نظر بد
ہاں ہاں پتلی نہ دیکھ اودھر پھر

بوسے جو زبان ابھی نکالوں
کاکل جو بڑھے تو مار ڈالوں

گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار
آنچل نہ اوڑے ہوا خبردار

آمیرے حجاب دے مرا ساتھ
چہرے سے نہ ہٹنے پائیں یہ ہاتھ

اونچا ہو جو سر ٹپک کے چھوڑوں
نیچا اسکو دکھا کے چھوڑوں

یہ شکل نہ بن پڑے تو کیا ہو
اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو

طاقت تو جی سنبھالے رہنا
چتوں برچھی سنبھالے رہنا

لب شہد کے بدلے ہوں سمِ شوق
تلوار کا دم بنے دم اوسوقت

خوا ونسے بگڑ کے پھر نہ بنتا
وہ لاکھ منائیں تو نہ منتا

بولا وہ کہ یہ عتاب کیوں ہے
کچھ خیر ہے اضطراب کیوں ہے

پھیرے بھی ہو منہ چھپائے بھی ہو
تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو

منھ سے نہیں بولتے ہیں معشوق
آنکھیں نہیں کھولتے ہیں معشوق

آنچل ہان یونہین ڈالتے ہین | گھونگھٹ یونہین نکالتے ہین
ہنسنا نہین لاکھ مین ہنساؤن | تم پی جانا جو گدگداؤن
بولی تمھین کیا غرض ہماری | چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
ترچھی سی نظر ملی کھو ہان | پتلی سی کمر ملی کھو ہان
چھوٹے چھوٹے ہین گال کیون جی | لمبے لمبے ہین بال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی | دُبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی | رنگت ہے سفید یا گلابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی | باتین ہنس ہنسکے کرتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتا تا | ظالم جھوٹی قسم نہ کھاتا
دل لائے تھے کیون اونھین کو دینے | تم آئے تھے کیون اونھین کو لینے
پیچھا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ | سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
چلنے لگے مجھ سے آگے گھاتین | اونسے چکناؤ جا کے باتین
لب پر لب کا مزہ ابھی ہے | رہ رہ کے زبان چاٹتی ہے
سینے سے ملا ہے خوب سینا | ملنے کا گواہ ہے پسینا
آنکھین اونسے بہت لڑائی ہین | پیار اوسی چوٹ سے پڑی ہین
اُلفت کی ہوا پلٹ گئی جلد | گرمی کی رات کٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین | آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے | سمجھی ہان اونکا گھر اودھر ہے
بولا صاحب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ | ہم تم سمجھے ہین دونون اب چھوٹ

اس چھوکڑ کا ہے کہین ٹھکانا
تم نے کہا اور مین نے مانا

ہے یہ تو وہی مثل مری جان
تو مان نہ مان مین ہون مہمان

پاپوش سے پاؤن پر جو سر ہے
دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے

بوسہ للّٰہ مانگتا خوب
اچھے یہ فقیر آئے کیا خوب

تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ
چھوچا تو وہی جبین جاؤ

منھ دیکھنے کی چاہ مین نہ مانون
واللہ باللہ مین نہ مانون

منھ ہی سے تمھارے ملتے ہین طور
منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور

اتنا مرے پیچھے کیون پڑے ہو
دیکھو کوئی آیا ہٹ کھڑے ہو

اب دست درازیان یہ چھوٹین
پہونچا پکڑے تو ہاتھ لوٹین

سینے کی طرف یہ بدنگاہی
چھاتی پھٹ جائے یاالٰہی

ہان ہان میری کمر نہ چھونا
کچھ اور ادھر ادھر نہ چھوتا

بگڑا جو چلن بناؤ کب تک
جلتی کاغذ کی ناؤ کب تک

دل خاک ملا تھا دل لگی تھی
بس چار گھڑی کی چاندنی تھی

جاتا رہا داغ عشق کا جلد
مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد

تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے
کسکا دیکھا تھا منھ سویرے

سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت
پھبتیون سے نہ جائے یہ کدورت

ٹلنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو
بگڑی کا کل تو شانہ ڈھونڈھو

ہو صاف جو اسکے دل سے شک جائے
کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جائے

اصرار زیادہ کیجیے کیون
بارود کو آگ دیجیے کیون

یکجائی کا وقت دم کی دم تھا — وقفہ مثل شباب کم تھا
گلشن سے رواں ہوے وہ اسطرح — چشم عاشق سے اشک جسطرح

ماہ عالم کا بیچین رہنا - اختر سے ماجرا کہنا - خط لکھکر یاسمن کو سمجھانا - آخر باغ مین ملکر صاف ہوجانا -

بے لطف یہ زندگانی ہی بے مئے — ساقی للہ آج دے مئے
بے نشہ مے دماغ ہے خشک — روغن جو نہین چراغ ہی خشک
وہ شب شب اول لحد تھی — وہ شب دشمن کا بخت بد تھی
اوس چین جبین تھی زلف سے زیادہ — تھا جان سے تنگ شاہزادہ
ایسا کلفت سے ماند تھا رخ — گویا بدلی کا چاند تھا رخ
یون ہوش اوڑے تھے اوس بلا سے — جسطرح ورق اوڑین ہوا سے
خاموش رہا اوٹھائے گو رنج — راز اوسنے چھپایا صورت گنج
مہندی کا رنگ تھا غم دل — یا آتش سنگ تھا غم دل
ملتا نہ تھا دل کی آگ سے چین — ہوتا تھا دھوین کیطرح بیچین
اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ — بھاری اسیر یہ رات ہی کچھ
پوچھا نہین سوتے ہی کہان درد — شب کٹتی ہی روتے دل ہی کیون سرد
ہے کسکی خلش کا دل مین کھٹکا — کیا باغ سے کھاکے آئے جھٹکا
ظاہر کیا حال بدگمانی — القصہ سنائی سب کہانی
بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ — آفتادہ ہے پڑ گئی اوٹھاؤ

بے چین کو چین آ ہی جائے
گندلا پانی ٹھرا ہی جائے

کیا نخل خزان ہرا ہو پھر
بیمار کو کیا شفا نہ ہو پھر

ہو آپ ہی آگ سرد آخر
بیٹھے خود اوڑ کے گرد آخر

اتنا دم لو کہ رات کٹجائے
پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جائے

اوڑ جائے خبر تو دور کیا ہی
دیوار کے کان ہین سنا ہی

کہتے سنتے جو شور ہو جائے
اندھیر ہو یار جھور ہو جائے

جی ہین جی کی رہے تو بہتر
یہ آگ دبی رہے تو بہتر

سر تیغ سے منہ سے بات کاٹے
کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے

جب جوش جنون بہت ستاتا
اپنی دھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے تیرے ستانے والے
دیکھو او آنکھین دکھانے والے

کیا جانین او کھین پڑھائین کیا لیا
اولٹی پٹی پڑھانے والے

جھگڑے کو بڑھا نہ مثل گیسو
او گیسوون کے بڑھانے والے

یہ جان سے مارتے ہین یہ موت
جلاد ہین اس زمانے والے

اللہ ری داغ سر کی سوزش
بیٹھے ہیں کر سرھانے والے

جلنے ہی کے واسطے ہین دسوتے
ٹھنڈے رہین جی جلانے والے

غم چک جاتا جو ہم سے اے شوق
ہوتے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن
سورج ہوا مثل داغ روشن

مے کیطرح اوٹھا کے خامہ — رو رو کے رقم کیا یہ نامہ
اے مردم دیدۂ ضرورت — وے مصقل شیشۂ کدورت
اے نشۂ کبر حسن سے مست — وے چین جبین سے تیغ در دست
آئینہ ہے میری تیرہ بختی — پتھر کا ہون جو اوٹھائی سختی
دن مین سو بار ٹوٹتا ہے — دل تو یہ رند ہو گیا ہے
قسمت مین تھا کھیل کا بگڑنا — نردون کی طرح بدا تھا لڑنا
یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے — ایسا نگ جیتے جی نہ پھوٹے
دل مہر کا ہر طرح ہے جویا — یہ ہے گل آفتاب گویا
آئینے پر آئے گر کدورت — پیش آئے صفائی کی ضرورت
اٹکے جو گرہ تو کھول ڈالین — کھٹکے کہین خار تو نکالین
مشکل ہے علاج بدگمانی — ہوتا نہین صاف بند پانی
آنے کو جو کوئی آئے ڈر کیا — حبس گھر مین ہوا نہ آئے گھر کیا
آنکھون مین خیال آ ہی جاتے — دل ہو تو ملال آ ہی جائے
جانا آنے کی ضد ہے جانی — آئی ہے تو جائیگی جوانی
آئی بیٹھی چلی گئی وہ — مین کیا جانون کہ کون تھی وہ
وہ کیا اور اوسکی آرزو کیا — جھوٹے موتی کی آبرو کیا
پیتل کبھی لے نہ زر کا طالب — پتھر نہ چنے ثمر کا طالب
چہرے کو لگایا ہو اگر ہاتھ — ہو حشر آتش پرست کے ساتھ
چھاتی جو لگائی ہو تو جانی — پھل دے نہ مجھے مری جوانی

تل پر کی ہو جو بد نگاہی ۔ دانہ نہ نصیب ہو الٰہی

چھوٹے والا گھر کا کھو جائے ۔ بجلی گرے جلکے خاک ہو جائے

دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ ۔ اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ

ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا ۔ رشتہ ٹوٹا تو کیا ملیگا

جو حق نہ کہے خدا اسے پھر جائے ۔ جو دم تمہیں دے وہ جان کیا پائے

مٹ جاؤن جو نام ہو تمہارا ۔ کام آؤن جو کام ہو تمہارا

دل اوسکو جو دون تو جان لے لو ۔ اس بات کی ہاں زبان سے لو

زن ایک کہ عقل سے رسا تھی ۔ اندیشے سے تیز رو سوا تھی

خط اوسکو دیا کہ لیکے جا تو ۔ دیوالون کا سلسلہ ملا تو

بولا کہ جواب جلد لانا ۔ پہلے میری اجل سے آنا

یون اوڑ چلی یاسمن کی بو یا ۔ پر اوسکے لگے ہوئے تھے گویا

مانند بہار آکے پہونچی ۔ غنچے مین ہوا بچا کے پہونچی

خط کھلنے مین تھا جو خوف غماز ۔ پوشیدہ کیے تھی صورت راز

خلوت مین جب آئی شمع محفل ۔ خط دیکے کیا جواب حاصل

لائی تو یہ انتظار مین تھا ۔ مے کا پیاسا خمار مین تھا

کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا ۔ دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا

سختی کے عوض جو پائی نرمی ۔ بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی

پہونچا خورشید جب لب بام ۔ منھ پر چھٹکانے لگا کاکل شام

دونون جبین تھے گھرون مین ۔ گلشن کی ہوا بھری سرون مین

آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے
جیسے طائر اِدھر اُدھر سے

دیدوں سے طلسم شوق کھولا
خوب اِن پلکوں میں عشق تولا

ٹھہرا وہ خیال نقش بر آب
رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب

جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا
جز حرف غلط وہ کچھ نہیں تھا

کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا
دل صاف ہوا غبار نکلا

کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل
ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال۔ عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیا لا
پھر بادۂ عیش سے پیالا

آئے پیمانہ آئے مینا
ناچے پیمانہ گائے مینا

کچھ دن جو بسر ہوئے اسی طور
جام مئے عیش کا ہوا دور

ایوانوں میں شاد مرد و زن تھے
میخانوں میں جام خندہ زن تھے

پھولے نہ سماتے تھے گل باغ
تھی مست ترانہ بلبل باغ

کلیاں مئے رنگ سے بھری تھیں
یا عطر کی شیشیاں دھری تھیں

یوں تھی ہر شاخ سر جھکائے
ہو جیسے دلھن نظر جھکائے

غنچوں کا وہ چٹکے مسکرانا
پتوں کا وہ تالیاں بجانا

عشاق کے آگے گل جو پھولیں
مسکی ہوئی چولیاں وہ بھولیں

سنبل کو کہیں جو دیکھ پائیں
نیلی کے بال لیں بلائیں

نرگس کی بہار چشم بد دور
اوترسے نظروں سے دیدۂ حور

برگ گل تر پہ شبنم اسطرح
معشوق کے لب پہ دانت جسطرح

کرتین کاکل کو پیچ بیلین
قسمت کا نکالین پیچ بیلین

بوٹے بوٹے تھے قد تھے چھوٹے چھوٹے
سبزے سے نگاہ خط پہ لیتے

سب ہمسنین آئین یاسمن کی
کلیان تھین حسن کے چمن کی

کم سن بیباک شوخ خوشخو
بانکی ترچھی حسین گلرو

گال اونکے کھلین تو پھول بتائین
بال اونکے اوڑین تو سانپ لہرا

آنکھین بھونرون کیطرح کالی
قد یون ہے نارون کی ڈالی

گلزار مین لب جو گلفشان ہون
پھولون سے نہال باغبان ہون

گوشے مین بیٹھا یا یاسمن کو
پنہان کیا شمع انجمن کو

خلوت مین دہان خیال ہمدم
یان ہالۂ بزم و ماہ عالم

گھنگھرو دہان شور کر رہے تھے
یان ولولے زور کر رہے تھے

گیسو دہان ابر گوہر افشان
دامن یہان مہرسان زرافشان

کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول
باتون مین یہان چمن چمن پھول

کاجل آنکھون مین وان بلا کا
یان شوق نظارہ انتہا کا

چوٹی کے بناؤ کا وہان ڈھنگ
سیلی کی بہار کا یہان رنگ

رخسار و نینہ بجلیون کی وان ضو
شمع عارض کی دل کو یان لو

وان رنگ حنا سے دست و پا لال
چہرہ یہان پھول سے سوا لال

وان چرخ پہ چاند سر پہ جھومر
یان غیرت برق طرۂ سر

وان جلوہ فروز چاند تارا
یان ہالۂ ماہ گوشوارا

وان نور تنون مین نور انجم — سر پیچ سے یان ظہور انجم

وان دانت مسی سے اختر شب — یان جوش کہ لب سے آب ملین لب

وان پردے مین چھیڑ اوسکی اسکی — یان دل مین ہوس لبون پہ سسکی

وان قصر جلا سے غیرت طور — یان فرش ضیا سے مطلع نور

وان حسن و شباب و غمزہ و ناز — یان جام و شراب و نغمہ و ساز

بن ٹھن کے براتی اور نوشاہ — سیارے چلے قمر کے ہمراہ

ہر سانڈنی آب سے روان تھی — تیزی مین مزاج نوجوان تھی

آئے جو نظر قدم کی رفتار — کاتب بھولے قلم کی رفتار

ہاتھی جو دکھائین اپنی مستی — چھوڑین ہنود شرم سے پرستی

مے شرم سے آب آب ہو جائے — مستی آنکھون کی خواب ہو جائے

گھوڑے جو چلین ہوا نہ پہونچے — ابلق ایام کا نہ پہونچے

تلوار سے دم بڑھا ہوا تھا — آندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا

نوشہ جو چلا سوار ہوکر — گردون نے پھرایا چتر سر پر

خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا — پیچھے مین شعاعون کا چنور تھا

یُون لوٹے پہ وہ عزیز اخیار — گھوڑے ہاتھی فنس ہوادار

ڈنکا نوبت نشان سب ساتھ — لڑکے بوڑھے جوان سب ساتھ

دن گشت مین گذر رات آئی — چلتی پھرتی برات آئی

ازبسکہ ہجوم پیش در تھا — پلکون کا گمان آنکھ پر تھا

رستا نہ ملے جدھر نظر جائے — تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے

آتشبازی وہ رنگ لائی چھوٹی مہتاب پر ہوائی

حاصل وہ ہوا انار سے لطف پستان کے انار ٹھہرے بے لطف

بات ایک نہ بن پڑی ہی ہنستی چھپے معشوق پھلجھڑی سے

چرخی لیلی کی چشم بیباک چکر یا بخت قیس غمناک

قلعے پہ گمان بے ستون تھا شیرین کا دہن تھا ہر بتاسا

ہتھ پھول سے پھول باغ کے گرد گلدیو کے گال رشک سے زرد

اونچے گئے اسقدر غبارے کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے

رقصان ہوئین رنڈیان وہ آکر پریون کو نچائین گت بنا کر

زہرہ کو یہ چوٹ یہ جلن ہو ٹپے گاتی پھرے مٹرن ہو

بلبل گائے ہزار جی سے منہ بند کرین وہ گٹکری سے

گل سے رنگین قمقمے پرنور خو سے نازک خبر سے مشہور

سنتے ہی وہ گھنگھروؤن کی جھنکار ہونے لگے بخت خفتہ بیدار

تھا شادی وصل کا محل یہ گانے لگین ناچکر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہی دل بھی اور جگر بھی یہ گھر بھی ہی آپکا وہ گھر بھی

آنکھون کی سیاہی اور سپیدی دیکھو تو ہی شام بھی سحر بھی

لے جائیگا کون دل بچا کر چھوٹی طرہ ہے زلف پر بھی

گھونگھر بالون کے ہم بھی دیکھین اور گیسوون والے آدھر بھی

ٹھہری نہین کاکلون سے پرخم لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی

جھکے کچھ ایسے گال تیرے — چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

در پردہ ہے تاک جھانک اسے شوق
گھونگھٹ کی ہے کچھ تمھین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ — چولی دامن کا ہو گیا ساتھ
شب کٹ کے بہت رہی جو تھوڑی — دو موتیون کی ملائی جوڑی
دونون تھے شوق سے سرمست — ہاتھا پائی ہوئی سر دست
تھا لب مین کشش تھی انتہا کی — صحبت ہوئی کاہ و کہربا کی
نیلا ہوا ہونٹھ ایسا جو سا — عیسی کو بنایا اوسنے موسا
بوسون سے کبود کر دیے گال — انگارون سے دود کر دیے گال
کھلکر جو ہوے وہ گل ہم آغوش — گھنگھرو ہوے کچھ سمجھکے خاموش
دیکھا جو حجاب کا قرینا — کی شمع نے بند چشم بینا
دشوار دلون کا تھامنا تھا — شمشیر و سپر کا سامنا تھا
بستر پہ تھے دونون ماہ پیکر — زیر و زبر بیاض بستر
دونون مین تھی بحث علم ہستی — کی دو نقطے پہ الف نے پیشدستی
جھجکی سے تھی ماہی تپان ہر سو — سسکی سے نسیم بوستان گرد
یان گوہر مدعا تھا کف مین — وان تھے دُر بے بہا صدف مین
تھے شرط وفا مین دونون پکے — چٹکی ملکے اوڑائے پنجے چھکے
مے سیکے خمار تھا ضروری — کی نشے نے چسکیون سے دوری
پھیلا جو سو وقت صبح کا نور — پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر بادہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا - رستی مین طوفان کے گھاٹ اوترنا

بدلی گلزار کی ہوا پھر — میکش ساقی شراب لا پھر
جاتی ہے بہار جام چل جائے — ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
وہ نخل مراد کے چمن کا — گلچین وہ بہار یاسمن کا
جسسے رہا آشنائے فردوس — اب خار ہوئی ہوائے فردوس
غربت مین ہوا وطن کی آئی — اوس مرغ کو بو چمن کی آئی
بیچینی سے دل قرار بھولا — پہلو مین جھولتا تھا جھولا
روشن کیا یاسمن پہ یہ داغ — بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
ہے لطف حیات اپنے گھر تک — شادابی برگ ہے شجر تک
انسان جو ہو بے وطن تو کیا ہے — دندان جو ہو بے دہن تو کیا ہے
گرد اوڑ کے گریگی پھر زمین پر — پھر گر کے اوڑیگی شبنم تر
تیلی کو نظر کبھی نہ بھولے — دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
ہان باپ پہ کھولتا تھا مطلب — کہنے کو چلی وہ صورت لب
یون آئی ملال جیسے آئے — فرقت کا خیال جیسے آڑے
آنکھین نیچی اوڑا ہوا رنگ — دل بڑھ کے دہان تنگ سے تنگ
پوچھا تو کہا وہ قصہ درد — بولی کہ دل اس ہوا سے ہے سرد
بونے وہ کہ پھر وہ بولی بس کیا — منہ کے رو کے رکے نفس کیا

بادل جو اٹھا تو کون روکے
چمکی ہوا تو کون روکے

سمجھے وہ کہ دم نکلنے پر ہے
اب یہ موسم بدلنے پر ہے

دن رات بنا نظر نظر میں
کانٹا کھٹکا جگر جگر میں

وہ خسرو ملک بیقراری
بیٹا و داماد سے یہ زاری

روٹھو نہ مرے حبیب ہو تم
بگڑو نہ مرا نصیب ہو تم

کیا دل ہے تم کہ توڑتے ہو
کیا غیب ہوں میں کہ چھوڑتے ہو

تم جان ہو جان جب جدا ہو
خاک اور کسی کا آسرا ہو

جانو جانو نہ جانو تو خیر
مانو مانو نہ مانو تو خیر

یاں آب آنکھوں میں واں جبین پر
یاں منہ پہ نگاہ واں زمین

منہ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ
سمجھا کہ رکے نہ ابر کی راہ

کیا زور سفر پہ ہے اگر میل
کانٹوں میں نہ اٹکے دامن سیل

جو کچھ کرنا تھا ساتھ سامان
سب کر دیا ہاتھوں ہاتھ سامان

خالی کیا نور سے نظر کو
رخصت کیا جان کو جگر کو

روتے تھے ادھر کبھی لوگ ادھر بھی
بگڑے سے تھے گھر بھی لوگ سر بھی

چلمن سناٹے میں پڑی تھی
حیرت زدہ اوٹ چپ کھڑی تھی

تڑپے آئینے اس ستم سے
چھاتی پھٹی گھڑی نے غم سے

تصویر یہ جو جان پاتی روتی
ایسی روتی کہ جان کھوتی

ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی سیج
چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سو پیچ

ساتھی اتنے کہ اللہ اللہ
پائے نہ ہوا نکلنے کی راہ

انبوہ کے بیچ مین سمانہ   آہو کے شکم مین جیسے نافہ

بولا وہ کہ بونون منہ جو پاؤن   بوجھو تو پہیلی اک بجھاؤن

بولی وہ کیا کہا کہ افسوس   بولی یہ کیون کہا کہ مایوس

بولی کہ ہے کون ایسا بیدل   بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل

بولی مین پا گئی اشارا   بولا تمکو جو ہو گوارا

آنکھین جو چور اون کیا کہیگی   معشوق ہون بے وفا کہیگی

ڈر تھا کہ نہ ہو تمھین تامل   کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل

جس وقت ملے نظر نظر سے   تیر نہ چلین ادہر اودھر سے

اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جاے   ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جاے

بولی کرو جو خوشی تمھاری   میری پیاری تمھاری پیاری

اب دل ہے برے خیال سے پاک   شیشہ میرا ہے بال سے پاک

خوش ہو کے چلا وہ مثل صرصر   جا کر دخت امیر کے گھر

پردہ در مدعا کا کھولا   نزدیک اوسکو بلا کے بولا

باہم جو ہون دو شجر تو کیا عیب   توام جو ہون دو ثمر تو کیا عیب

دو آنکھون سے منہ کی آبرو ہے   دو ہونٹھون مین کون گفتگو ہے

بولی وہ کہ سمجھی مین کہانی   بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی

نکلی گھر سے وہ عرش پایہ   ساتھ اسکے چلی برنگ سایہ

رشتہ الفت کا سب سے توڑا   اعضا کو بشکل روح چھوڑا

طے کرتے ہوے منازل راہ   اک بحر پہ لوگ پہونچے ناگاہ

تھی حالت غیظ بسکہ طاری — دریا کے لبون سے کف تھا جاری

لہر اور بھنور دکھا رہا تھا — شمشیر و سپر دکھا رہا تھا

آواز اوسکی سنے تو ڈر جائے — پانی دریا کا رعد بھر جائے

ہلکی پتا سی ایک تھی ناؤ — جھولا جھولو جو اوسپہ چڑھ جاؤ

وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر — ناچار ہوے سوار اوسپر

قسمت سے چلی ہوا مخالف — کیا زور کہ بخت تھا مخالف

چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی — تھی گاہ ادھر تو گاہ اودھر تھی

آخر چلکر ہوا کی صورت — ٹوٹی دل ناخدا کی صورت

دولھا تھا کہین دلھن کہین اور — جان اور کہین بدن کہین اور

ساحل پہ وہ بیقرار سا تھی — کہتے تھے آلہی کیا ہوا تھی

کچھ منہ سے بھنور نہ بولے چالے — ان مچھلیون نے نہ کانٹے ڈالے

سوتے بھی نہ چونک اوٹھی خدایا — کف نے بھی نہ جال مین پھنسایا

موجون کو نہ آئی چاہ کی لہر — کھنچے رہین ہاتھ ہو گیا قہر

کچھ کی نہ حباب نے بھلائی — کام آئی نہ خاک آشنائی

ساحل کچھ لب سے تو ہی کہتا — کمبخت کنارہ کش نہ رہتا

کھلتا نہین کچھ کدھر گئے وہ — کیا موت کے گھاٹ اوتر گئے وہ

دریا سے اوٹھین نکالتا کون — طوفان مین پاؤن ڈالتا کون

ڈر سے لرزان تھی موج آپ آپ — حیرت سے تھا دم بخود حباب آپ

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا - حاکم ملک

کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجاتا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا | چھینٹون کی نہین بدی ہی ہی لا

بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے | دل سرد ہی خوب گرم کر دے

گرداب کے طوق کی گرفتار | وہ یاسمن غریب و ناچار

تھی سبزۂ راہ فوج طوفان | بہتی چلی مثل موج طوفان

زینت دامان آب کی تھی | پتلی چشم حباب کی تھی

نیلوفر تھے وہ پھول سے گال | مارِ آبی سے تھے تر جو تھے بال

ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے | عناب کا ہونٹھ خشک ہو جائے

آنچل سے خجالت اسقدر ہو | پھر دامن بادہ کش نہ تر ہو

پلکین دکھلا رہی تھین یکسر | سبزے پہ بہار شبنم تر

غفلت سے تھے دیدہ ہای دربند | فتنے گویا کہ تھے نظربند

وارفتہ ادھر تھی موج اودھر موج | لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج

بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر | صدقے ہوتا تھا گرد پھر کر

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش | ساحل کھولے ہوئے تھا آغوش

آخر اسی طرح بہتے بہتے | لہرون کے طمانچے سہتے سہتے

مردہ سی لگی کسی کنارے | چاہے جسین گھاٹ بخت اوتارے

حاکم جو اوس دیار کا تھا | لپکا اوسکو شکار کا تھا

اوسدن اوسی رہگذر سے گذرا | یہ نور اوسکی نظر سے گذرا

دیکھا کہ بدن حجاب مین ہی | خورشید ردای آب مین ہی

جلوہ ظاہر تھا جسم مستور
فانوس مین شمع بزم مین نور

غواص کیطرح ہاتھ ڈالا
دریا سے برنگ دُر نکالا

آہستہ سمیٹے بال اوسنے
کھینچا پانی سے جال اوسنے

حسن تمکین سے یہ ہوا حال
بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال

کچھ سانس اوسکے بدن مین پائی
تھوڑی سی ہوا چمن مین پائی

لایا دولت کیطرح گھر مین
رکھا اوسے نور سان نظر مین

ٹھہرائی جو چشم ہوش کھولی
سہمی چلائی رو کے بولی

گھروالون نے حیف ساتھ چھوڑا
جگ لاکے کہان فلک نے پھوڑا

پنجے مین پھنسی ہون کسکی یا بخت
دیکھون ابھی رنگ لائے کیا بخت

شہزادے کی چوٹ رنج گھر کا
بدرنگ تھا رنگ اوس قمر کا

چھکے چھوٹے تھے چلتی کیا چال
ملکر کف دست کرتی تھی لال

دل رنج سے بسکہ تھا فسردہ
ساکت تھی بشکل نبض مُردہ

بال اپنے وبال ہو رہے تھے
گیسو جنجال ہو رہے تھے

سب گرد ہوئی بہار عارض
تھا ضعف سے رنگ بار عارض

جا کم بیٹھا تو جل اوٹھی وہ
تاکا تو نظر بدل اوٹھی وہ

چاہا جو کرم تو قہر پایا
مانگی جو شکر تو زہر پایا

برداد سکو ہوئی چلا جو وہ چال
ایسا ہوا رنج کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا۔ آخر

مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جانا

دنیا ہو یا نہ ہو بلا سے
مے ہو میکش ہین جسکے پیاسے

مے ہے میکش کی زندگانی
جیسے مچھلی کی جان پانی

کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسیکا
کیا نام تھا مشتری کسیکا

ہان وہ قیدی کی کھونے والی
ہان ہان وہی قید ہونیوالی

زنجیر مین دم وفا کا بھرتی
جھٹکے کا کل کے یاد کرتی

غم آکے پڑا جو رات دنکا
ایسی ہوئی زار جیسے تنکا

ملنے کا جو اتفاق ہو جائے
سر کے بالون مین آپ کھو جائے

کہنے لگین ساتھ والیان سب
افسوس کہ دن سے تم ہوین شب

تن خشک ہوا ہے رنگ کالا
بالی پہ پڑا ہو جیسے پالا

کاکل تھی بلا مگر نہین اب
شمشیر جفا نظر نہین اب

ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہے
تھوک آب حیات اب نہین ہے

ابرو لیتے تھے پہلے جانین
اب ہین اوتری ہوئی کمانین

گل تھے کبھی گال اب ہین کوبے
غصے سے جو پھولین ہون پھپھولے

پستان سینے پہ ہین تمہارے
دو دانۂ خشک لو کے مارے

جوبن جو ڈھلا تو قدر پھر گیا
جب بدر رہا نہ بدر پھر کیا

بے چھوٹ ہے لعل صرف پتھر
بے آب ٹکے کا مال گوہر

بے حسن شباب خشک بادل
بے عیش حیات بے مزہ پھل

ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو
سیدھی ہو جاؤ آ[illegible]

آنکھون کا رولائے گا یہ رونا — ہاتھ اِنسے دھولائیگا یہ رونا

غم کوئی غذا نہین کہ کھاؤ — کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ

ہے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ — ہو چاہ مین باؤلی نہ للّٰہ

سوچی وہ کہ پیچ سے نکلیے — زنجیر کٹے وہ چال چلیے

غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہے — جسطرح سے مے مین نشۂ مے

کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب — طاقت سر کی قسم نہین اب

تنکا رکھدو تو سر مین خم آے — پتّا ہی اوڑون ہوا جو چھو جاے

در گور وہ جسکی چاہ پھر ہو — تو یہ ایسا گناہ پھر ہو

وہ ایک تو کیا ہزار انسان — ایڑی چوٹی پہ میری قربان

ہنسنے لگین رنج سب گئین بھول — کلیان کھل کھل کے ہوگئین پھول

چڑیون کیطرح اوڑین وہان سے — گویا ہوئین آکے اوسکی مان سے

اب یہ خواہش ہے مشتری کی — پرچھائین نہ دیکھے آدمی کی

غیرت جو اوڑ گئی تھی آئی — دولت جو کھو گئی تھی پائی

غم سے لیکن ہے اسقدر زار — کپڑے اوسے عنکبوت کا تار

ناکا سوزن کا گر نظر آئے — دھاگے کی مثال وہ نکل جاے

زنجیر مین قفل سی پڑی ہے — زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہی

گل کھوکے نصیب مین ہی داغ اب — بجھنے کے قریب ہے چراغ اب

یہ سُنکے اوٹھی وہ درد کیطرح — چلتی ہوئی آہ سرد کیطرح

آئی تو یہ تھی شکستہ احوال — ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال

ملکر ہوئین اشکبار آنکھین — چوکا ہوئین ہو کے چار آنکھین
زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا — دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شبکو نکلجانا صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس سے اپنا کہے بتا ہر توبہ — کیسی تو یہ آلہی توبہ
فاقے افلاس کے ہین باقی — پھر رند ہیئن جو دم ہے باقی
جب دور ہوئی بلا سے زنجیر — چمکی پھر مشتری کی تقدیر
الفت کی ہوا کا آیا جھونکا — جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا
کٹ کٹ گئی تھین پلٹ کے آئین — ہٹ ہٹ گئی تھین سمٹ کے آئین
دھیمی جو پری کی چال پائی — سمجھین وہ کہ آدمیت آئی
وحشت نہین اب سنبھل گئی ہے — گرمی نہین رت بدل گئی ہے
کیا جانین کہ اسکے دل مین ہے کھوٹ — اکدن ابھریگی عشق کی چوٹ
موقع پایا تو لائیگی راگ — موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ
ظاہر سے یہان جدا تھا باطن — رنگ برگ حنا تھا باطن
دن بھر یہ دعا کہ رات آئے — شب بھر یہ ہوا کہ گھات پائے
رہ رہ گئی تول تول کر پر — سو بار سمیٹے کھول کر پر
اک شب جسے کہیے چشم بے نور — یا تھی بخت سیاہ مہجور
چمکین لیکن چمک نہ سوجھے — تارے کیا چاند تک نہ سوجھے

لب ایسے نہ ہون مسی سے کالے — گیسوے سیاہ سر جھکا لے

دیکھا جز شمع سب ہین غافل — آہستہ اوٹھی بصورت دل

بجھتی ہوئی شمع کی نظر سے — مثل برکت اوڑی وہ گھر سے

تھا تیز روی پہ جسم کو ناز — جس سے ہجھڑی پرون کی آواز

کوسون پیچھے حواس چھوٹے — شبدیز ہوا کے پاؤن ٹوٹے

ہوتے ہی سفید شب کی کاکل — جنگل مین بسی وہ صورت گل

وان گھر مین سحر کو ہو گئی بھور — جو تھی گھر مین وہ زندہ در گور

مان بولی وہ سیمبر نہین ہائے — مٹھی ہوئی خالی زر نہین ہائے

وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون — کچھ پھانس نہ تھی نکل گئی کیون

سب گھر مین ہین وہ نہین یہ تقدیر — بازی ہوئی گنجفے کی بے میر

شمعین گئی پھرے پر کھڑی تھین — آنکھین انکی بڑی بڑی تھین

یہ سب اپنی جلن مین جل جائین — اللہ کرے ابھی پگھل جائین

بولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب — چولین ڈھیلی کرونگی مین اب

جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی — رستے رستے کی خاک چھانی

چوبائی ہوا سے شرط بد کر — کھائے چارون طرف کے چکر

پتلی تھی کہ چارسو پھری وہ — بجلی تھی کہ تڑپی اور گری وہ

جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا — جز داغ نہ چین دل نے پایا

تھا تلخ مزہ جو زندگی کا — دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بھٹکتے بھٹکتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا

ملاح نا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پاکر اوڑا لاتا

کشتی سے کی جو چل کے لوٹی ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی
لیکن ساقی کے سر پڑے رند تلچھٹ ہی کے گھاٹ اوترے رند
وان یاسمن اور ہوا ہے بیداد شہزادے پہ یان پڑی یہ افتاد
تختے پہ کسی طرف بہا یہ گویا تخت روان پہ تھا یہ
دریا مین بھی تھا شکوہ شاہی سکہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی
تاج اوسکے لیے حباب لایا تھان آب روان کا آب لایا
موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی ہمراہ تھے فوج کے سپاہی
بہتا ہوا دور جا کے نکلا جنگل مین کنارہ پا کے نکلا
چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی بیٹھے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی
سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے عقل اوسمین پہیلیان نہ بوجھے
کھائے سو ٹھوکرین نہ جبتک دل سے پہونچے نہ حرف لب تک
ظلمت مثل سواد دیدہ شکل مردم بلا رسیدہ
وان جادۂ نماک خاک پر مار وان خوشۂ تاک تاک پر مار
وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر وان شاخ کو شاخ ہی تھی شمشیر
وان نہر کا آب آب خنجر وان سبزے کی نوک نوک نشتر
وان خار نگاہ چشم حاسد وان پھول کا رنگ خون فاسد
میدان مین دھوپ اگر پڑی تھی تلوار کی آنچ سے کڑی تھی
اوس سے تپ ہجر کو جلن ہو جلکر کو لا لشکر کا تن ہو

جلنے سے ہوا مین اک چمک تھی | گویا شعلے کی وہ لپک تھی

بالو تھی تپت اس قدر گرم | ہو سنگ تھل کے موم سے نرم

جو دانہ مین پڑا یہ اوسنے جانا | جلتے ہوے بھاڑ مین ہے دانا

دن بھر تو پھرا کیا ہوائی | شب غل بلا جو سر پہ آئی

اندیشے سے مثل مرغ اوڑی ہوش | بیٹھا سر نخل خانہ بر دوش

کودا دم صبح پیڑ پر سے | پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے

کھانے لگا مثل بخت چکر | پھرنے لگا جسطرح پھرے سر

چمکا تقدیر کا ستارا | آئی نظر ایک ماہ پارہ

اٹک اٹک انگل پہ پاؤن دھرتا | پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا

صورت پہ جو کی نظر پری تھی | اپنے یوسف کی مشتری تھی

بگڑی ہی تھی کہ گرد سر پھری وہ | سایہ تھی کہ پانو پر گری وہ

حیران حیران ہوے بغلگیر | جیسے آئینہ اور تصویر

بولا جنگل کہان کہان تو | کیون ریگ کی طرح ہی روان تو

کیون ہی گردش مین صورت چاک | چھلنی نہین چھانتی ہی کیون خاک

پتھر پڑین تیرے اس جنون پہ | ہے اس جنگل مین خاک پتھر

یان لالۂ دشت قلب بدبین | یان چشم غزال چشم بدبین

یان باد صبا پیام آفت | یان سبزہ راہ دام آفت

ٹوکا نہ اری تجھے کسی نے | روکا نہ سفر سے نازکی نے

آخر تیری کمر نہ لچکی | پتلی سی تو ہے مگر نہ لچکی

اترا گئی سر پہ چڑھکے کاکل — لپٹی نہ قدم سے بڑھکے کاکل

بولی کہ ہے بحر عشق کو جوش — ہون صورت موج خانہ بر دوش

بس چھیڑ نہ اے عزیز للہ — یوسف کی قسم ہے تیری ہی چاہ

قسمت سے ملا حبیب میرا — طالع میرے نصیب میرا

تو اپنی تو سرگذشت کچھ کہہ — نیرنگ قیام دشت کچھ کہہ

بولا وہ کہ جان کھو کے آیا — مین بحر سے ہاتھ دھو کے آیا

فردوس سے گل وہ لیکے چلنا — خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا

ہونا طرف وطن وہ راہی — کشتی کی وہ بحر مین تباہی

وہ دخت امیر اور وہ اختر — داغ اونکی جدائیون کے دلپر

دولون کا کنارے چھوٹ جانا — دولون آنکھون کا پھوٹ جانا

یکسر کہی سرگذشت فرقت — دکھلائے وہ خار دشت فرقت

بولی وہ کہ عیش و غم ہین یون ساتھ — دو یارون کا جیسے ہاتھ مین ہاتھ

اُمید ہے دم کے ساتھ باقی — مے پھر ملے زندہ ہے جو ساقی

کیا غم ہے عیش کا زمانہ — جسکا ممکن نہین پھر آنا

تدبیر سے کام چل ہی جائے — مے کھنچنے پہ جام چل ہی جائے

ہے مُنہ مین زبان بولنے کو — ناخن ہین گرہ کے کھولنے کو

جی کوئی کڑی پڑے نہ ہارے — نکلے پتھر سے لعل پیارے

مین ہون سرگرم جستجو ہر سو — سورج کی روش پھرونگی ہر سو

رات آکے یہین بسر کرونگی — دیکھون گی یہ رخ سحر کرونگی

اپنے اللہ کی قسم ہے
دم ڈھونڈھکی لون جو دم مین دم ہے

شب بھر رہتی قریب پہلو
چلیے گیسو کے پاس گیسو

تڑکے مثل نسیم چلتی
آگے خورشید سے نکلتی

موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ
سایہ بنتی کہین کہین دھوپ

دیکھا کسی گھر کا در اگر بند
سمجھی کہ یہین ہے وہ نظر بند

جالی سے غبار بنکے پہونچی
یا دھوپ کیطرح چھن کی پہونچی

پھرتی رہی دربدر وہ دلسوز
گھر گھر گئی صورت شب و روز

آوارہ برنگ بو ہوائی
جس غنچے مین یاسمن تھی آئی

سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے
پردہ ہوا فاش گفتگو سے

بالوں بالوں جو بات پائی
شب کے پردے مین گھات پائی

پہنا رخت بشر پری نے
لی بیچ کی راہ مشتری نے

کانوں سے سنا محل مین کچھ شور
چھپکر چھپا نکی وہ جسطرح چور

دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے
سوچی یہ کہ ہو نہو وہی ہے

زینے کیطرف بڑھی دبی پاؤن
سائے کی روش چڑھی دبی پاؤن

ملنے کا جو مل گیا کچھ انداز
ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز

ظلمت سے عیان ہوئی وہ جسطرح
سر کے بالوں سے مانگ جسطرح

تسلیم جو کی جواب پایا
خمیدہ اوٹھی بلی بٹھایا

پوچھا کہ لقب کہا پریشان
پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان

پوچھا مقصد کہا کہ پانا
پوچھا مطلب کہا ملانا

اپنی سکے عوض کہی پرائی
اولٹی گنگا غرض بہائی

سن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہے
یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے

پتائی کہ داغ دے نہ یہ بھول
ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو غول

یون ڈر گئی وہ قفنا سے جسطرح
دل ہل گیا پھل ہوا سے جسطرح

نبضین جو بدن کی چل رہی تھین
سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین

کہنے لگا ماتھے کا پسینا
چھالے رکھتا ہے آبگینا

ایسا کچا تھا چہرے کا رنگ
آنسو جو بہے تو دھل گیا رنگ

دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت
کچی مٹی کی جیسی مورت

پوچھا کیا نام ہے کہا آہ
پوچھا کیا کام ہے کہا چاہ

یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ
ہنستے سے ادھر کے کٹ گئی وہ

دن کی پوچھی تو شب کی کہدی
سر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی یہ کہ ہوش مین بس آؤ
ایسی بھی نہ پر کٹی اڑاؤ

یہ باد ہوائی بک ہی بیکار
مین پھانس نہین کھٹک ہی بیکار

اتنا تو نہ ڈرتے ہو لڑکے
تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے

رونے کو پڑی ہین اور راتین
مجھ سے کرو پہلے ہنس کے باتین

جگ یا ہے اکیلی نرد بہتر
جوڑی کہ گھر ہے فرد بہتر

بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے
ہو فرد گھر تو قدر گھٹ جائے

بولی اتنا مجھے بتا دو
جوڑی جو ملاؤن مین تو کیا دو

بولی دم دون جو دم نہ جانو
کھالون مین قسم جو یون نہ [illegible]

بولی انھین لیکے کوئی چاٹے | کیا نخل امید اپنے کاٹے
دم دینے کا دم نہ میری جان دو | سیدھی سی یہ بات ہو زبان دو
بولی کہ نہ دونگی یون زبان مین | کھیلی نہین کچی گولیان مین
اچھا کنجوس ہی سہی پھر | ہان ہان منحوس ہی سہی پھر
کیا لیکے زبان چاٹ لوگی | ہان سمجھی چھری سے کاٹ لوگی
انجان کو کوئی جانے بوجھے | آنکھین کھلین اونچ نیچ سوجھے
منہ کی کھاؤن زبان دیکر | کیا جان چھوڑاؤن جان دیکر
بولی مین دلشکن نہین ہون | سمجھو نہ جالو انگبین ہون
صندل ابھی درد سر کا ہوگی | مرہم نہ زخم جگر کا ہوگی
بولی نہ ستاؤ بکتی ہو کیون | زخمون پہ نمک چھڑکتی ہو کیون
صندل کو لگاؤن آگ جل جائے | مرہم پڑے بھاڑ مین پگھل جائے
تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا | اب تم نے کیا جلا کے کولا
اوٹھا جو دھوان مرے جگر سے | نکلا وہی بال بنکے سر سے
سیدھی کیسی گھماؤ کی بات | ہے پیچ کی چال داؤ کی بات
بولی تم تو بڑی بلا ہو | بالون سے اولجھنے مین سوا ہو
کیا خو سے اوڑا لیا بگڑنا | سیکھین نظرون سے ہلکے لڑنا
بخت آج تمھارے آگے لایا | انسان کے پیرہن مین سایا
بولی کہ یہ باتین کون جانے | آپ آئین پہیلیان بجھانے
سایہ کیسا شجر نہین تم | دامن نہین ابر تر نہین تم

بولی ابھی دیکھو مین پری ہون
شہزادے کی لونڈی مشتری ہون

مینے تمھین ڈھونڈھنے کو جانی
ساری دنیا کی خاک چھانی

در در گئی رہگذر کی صورت
گھر گھر پہونچی سحر کی صورت

بو ہو کے بسی مین ہر چمن مین
آئینہ بنی ہر انجمن مین

فردوس ہے کیا چمن تمھارا
کیا نام ہے یاسمن تمھارا

بولی ہان اب زبان لے لو
بولی ابھی گالیان تو دے لو

اک بات کہون جو مان لو تم
بندی کو کنیز جان لو تم

اچھا کی صدا دہن سے نکلی
بو غنچۂ یاسمن سے نکلی

آخر پوچھا کہ کچھ خبر ہے
وہ ماہ اے مشتری کدھر ہے

بولی کہ پڑی بلا کی افتاد
ہے دشت مین مثل خاک برباد

ہونٹھ اپنے چبائیے تو بسر ہو
یا ٹھوکرین کھائیے تو بسر ہو

تن ضعف سے خار پیرہن مین
رخ گرد سے چاند ہے گہن مین

پہلو مین نہین قرار دم بھر
دل ہے گویا گھڑی کا لنگر

بولی پھر اب کہا کہ چلیے
بولی کیونکر کہا سنبھلیے

یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا
اوڑھ کرے آئی تخت اپنا

بیٹھین سر تخت یون وہ جمکر
جیسے دو آنکھین ایک رخ پر

شمعین دو بھین مگر لگن ایک
بیٹھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک

وہ تخت اڑا وہان سے اسطرح
چھپیے ہوے رخ کا رنگ جسطرح

چلنا تھا وہی تھا آنا
کیا دور تھا تیر سے نشانا

دیکھا تو پڑا ہوا ہے غمناک | شکل نقش قدم سر خاک

حیرت زدہ پتلیون سے دیدے | میخانون کے بدلے بتکدے تھے

پُر گرد تھا بسکہ چہرے کا خط | گویا کہ خط غبار تھا خط

ڈورا اور رگون پہ سے کہنے والا | کہدے سوکھے شجر مین جالا

گیسو جو چٹک کے بل گئے تھے | کچھ سانپ سمٹ کے بل گئے تھے

کینچل سے بگڑ ہوئے سانپ | بچھ جیسے مرے ہوئے سانپ

دینے لگی بیٹھکر وہ گلرو | آنچل کی ہوا تو زلف کی بو

گل گال گلاب تھا پسینا | چھڑکا او دھین گالون کا پسینا

بیدم کو جو ہوش یون نہ آیا | لب پر لب رکھ کے سر ہلایا

غفلت لب کے اثر نے کم کی | کچھ تب عناب تر نے کم کی

آنکھین جو کھلین نصیب جاگے | اقبال تھا سر پہ دولت آگے

کرنے لگی مشتری اشارا | تھے عید کا چاند منہ ہمارا

جنکو گھیرے تھی یاس کی شکل | یکجا ہوئے پھر حواس کی شکل

وہ رنج کے دن وہ غم کی راتین | کھلین دونون مین پچھلی باتین

پایا جسکو پڑا تھا جس سے | اسنے کہا اوس سے اوس نے اس سے

لب وا جو ہوئے تو عقدہ وا تھا | پٹ در کے کھلے تو پردہ کیا تھا

اختر کا ایک شب شہر مین گذر - زہرہ پر عشق کی نظر - زہرہ کی بیاہ - اختر
پر لگاوٹ کی نگاہ - ساحر کا پھر کے خیال سے ڈرنا - زہرہ

کو طلسم کے برج مین قید کرنا

ساقی اُفتاد پڑ گئی آج
پیمانے سے آنکھ لڑ گئی آج

دل لوٹ کے دُخت رز سے اٹکا
دینے لگی زلف موج جھٹکا

وہ تاجر راہبر وہ اختر
وہ دُخت اسیر اور وہ لشکر

سب یاس کے گھاٹ اوتر کے رو لئے
ساحل سے کنارہ کر کے رو لئے

آنکھین یون آنسوؤن سے پر آب
ساون بھادون جیسے تالاب

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
گردش اونکو بہ رنگ ایام

داغون سے بدن فلک کی صورت
کانٹون سے بدن پلک کی صورت

چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک
تھا سوزن ساعت اونمین ہر ایک

اک سمت جو نکلے صورت باد
دیکھا کہ ہے ایک شہر آباد

یون شہر مین پہونچے چلنے والے
تا گوش رسا ہون جیسے نالے

اختر گذرا جو رہگذر سے
گذری اک مہ لقا نظر سے

اوس ملک پہ حکمران وہی تھی
اوس خاک پر آسمان وہی تھی

زہرہ مشہور دیس مین وہ
تھی حور انسان کے بھیس مین وہ

کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے ڈس لے
وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے

تھی مانگ کہ راہ کجلی بن کی
سرحد یا چین اور ختن کی

ماتھے کی چمک سے ماند سورج
دونون رخسار سے چاند سورج

تلوارین بھنون کی کاٹ مین طاق
دیدے دونون بلا کے قزاق

ایسی دنیا مین ہو گی کم ناک
تھی عطر گلاب کی قلم ناک

تنگی سے کھلے دہن بہ مشکل
پھر بھی نکلے سخن بہ مشکل

نیچے اوپر جو دونون لب تھے
زیر و زبر کلام رب تھے

شفاف تھے دانت سرخ تھی لب
ہیرے کے تھے دانت لعل کی لب

پستان مین تھی جوش پر جوانی
جیسے ہانڈی مین گرم پانی

پر نور شکم تھا آفتابی
ہلکی بدلی لباس آبی

حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے
یہ بال کمانی یا کمر ہے

دیکھا تو نظر لڑی غضب کی
برچھی سیدھی پڑی غضب کی

کاکل بولی کمند ڈالو
چتون بولی کہ دل اڑا لو

زہرہ کو بھی آئی چاہ کی لہر
جاری ہوئی آب دیدہ سے نہر

پھیلی اسطرح غم کی تاثیر
جیسے رگ رگ مین سم کی تاثیر

دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ
گھر کو چلی لے کے راہ کی چوٹ

راہی وہ ہوئی دہین تھما یہ
تمثیل نقش قدم جما یہ

بیٹھا بیچارہ رہگذر پر
جس طرح گدا اسی کے در پر

جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش
اب خاک پہ تھا بشکل پاپوش

کیا عشق کا ولولہ نہان ہو
ہو آگ جہان وہان دھوان ہو

یون داغ جنون کے سر پہ چمکین
جیسے جگنو شجر پہ چمکین

لوگون کو ملے نئے شگوفے
غنچون مین کھلے نئے شگوفے

ساحر کو لی زہرہ پر فدا تھا
قیدی الفت کے چاہ کا تھا

کھائے ہوئے دل پہ عشق کا داغ
[illegible] بہار لالہ کا داغ

اس برق نے چین اوسکا کھویا
بادل کیطرح گرج کے رویا

سوچا وہ کہ بھڑکی عشق کی آگ
لائی زہرہ تو یہ بینا راگ

اختر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے
چڑیا سونے کی ہاتھ سے جائے

زہرہ کو کیا فسون کا پابند
اک برج طلسم مین کیا بند

روشن تھی فسون کی لاگ باہر
تھی خاک اندر تو آگ باہر

شعلون مین طلسم کے اکیلی
لائے کے چمن مین تھی چنبیلی

وان خاک نشین وہ مثل سایا
یان خاک بسر یہ عرش پایہ

زنجیر مین وان وہ غیرت گل
یان دل کو بلا خیال کاکل

مشتری کا جستجو مین جانا - اختر - وخت امیر اور سب بچھڑے ہوؤنکو پانا شہزادے کے پاس آنا - انکوادر اونکو ملانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی
آخر کچھ میکدے مین ہے بھی

دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی
لایا وہی چیز لایا ساقی

اختر کی اودھر پری تھی جویا
یوسف کی وہ مشتری تھی جویا

اوڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر
جس طرح ہوا پہ لکہ ابر

مثل تار شعاع خورشید
ہر سمت نگاہ چشم امید

بازو جو تھکے زمین پر اوتری
تب تھی گویا کہ خضر اوتری

رفتہ رفتہ پری پیادہ
پہونچی ساحل پہ مثل جادہ

نقش کف پا سے سبزی کو
لائے اوسی شہر تک پری کو

اختر کا سُنا جو ہر طرف نام | سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام
یہ ننگ اوسی عشقباز کا ہی | نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے
دل مین لیکر ہنسی سنائی | پوچھا پاچھا پتے پر آئی
دیکھا اختر غریب غمناک | ذرّے کی مثال ہے سرِخاک
بال اولجھے ہوے طبیعت اُداس | میل اونکے پرون مین جیسے لباس
کپڑے پھٹے جس طرح پھٹے شیر | ہمت گھٹی جیسے قوت پیر
سرشکل ثمر جھکا ہوا تھا | دم مثل قدم رکا ہوا تھا
پھر دشت امیر سے ملی وہ | سمجھی کہ ہے پیکر گلی وہ
پتلی نہین پھرتی دم مین ہی | زلفین نہین بنتین خم نہین ہی
رخ کہنے کو گل مگر نہین رنگ | لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
بے روپ جو مارے غم کے تھا رخ | اوترا ہوا دائرہ تھا یا رُخ
رنگت تھی تو بے نمک تھی پھیکی | آنکھین بیمار تھین کبھی کی
ساقی بیدم پڑے تھے اسطرح | کنکر پتھر زمین پہ جسطرح
عقدہ ہوا حل جو منہ سے بولی | خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
شہزادے کی کہکر اونکی سُنکر | اختر کے جنون پہ سر کو دھنکر
بولی نالان نہ مثل نے ہو | ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
کاہتا کبتک قدم کو روکے | ہچکی تا چند دم کو روکے
ہجر سے وصل دم مین حاصل | لب دم مین جدا ہون دم مین واصل
کہنے لگی ہوا ہوئی وہ اوٹھکر | لی دشت کی راہ مثل صرصر

شہزادے تک آتی آتی آئی / روتی گئی مسکراتی آئی

یون آئی وہ جسطرح شب وصل / یا بعد خزان بہار کی فصل

پوچھا پایا کہا کہ پایا / گھر گھاٹ اوسے ملنے کا بتایا

سوکھے دھانون پڑا جو پانی / پائی نئے سرسے زندگانی

شب بھر تو رہی ہوا سحر کی / لی لور کے تڑکے راہ ادھر کی

آواز فغان سے تیز رفتار / دلبر کی زبان سے تیز رفتار

اتنا تو نہ چل سکے قلم تیز / جلاد کا خنجر اوسنے کم تیز

آئے جیسے خیال معشوق / یا خوش خبر وصال معشوق

یکجا ادھنین یون کیا خدا نے / جسطرح انار مین ہون دانے

مل مل کے وہ مدتون کی چھوٹے / ایسے پھولے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بھیجنی اور شہزادے کا سمجھانا مشتری کا فقیر کی پاس لوح لانا اختر کا لوح لیکے جانا۔ ساحر کو مار زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

پیئے مے نہ جئین گے رند ساقی / واللہ جیئین گے رند ساقی

ہنس دے جبین جبین سی حاصل / ہان کہہ منہ سے نہین ہے حاصل

آئینہ ہوا جو راز ہمدم / آیا جسکر مین ماہ عالم

دیکھے اختر کے داغ اوسنے / جلتے پائے چراغ اوسنے

بولا کہ ارے مشتری نہ ہو تو / جی ہے تو جہان جی نہ کھو [illegible]

دل جا کے نہ ہاتھ آئیگا پھر / کچھ قرض نہین کہ ہا [illegible]

دانائی نہین کہ سہم کو چکھیے | دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے
دکھ نانہ نہین اوٹھایئے کیون | غم پھل نہین سہہ کے کھائیے کیون
یان پند زبان پہ تھی وہان آہ | یان جان عزیز تھی وہان جاہ
بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک | مرجھائی ہوئی کلی کھلے خاک
لو اب تو لگی ہے چاہے سر جائے | وہ تب نہین عشق جو اوتر جائے
مارا دل پر نظر نے بھالا | جادو آنکھون نے مجھپہ ڈالا
گیسو ہین بلا کیطرح گھیرے | چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے
وہ رنج و غم اب سے دور بھولے | اپنی بیتی حضور بھولے
بولا کہ طلسم ہے بلا کا | شعلون سے گذر نہین ہوا کا
اس آگ مین کون آدمی جائے | دوزخ مین نہ کوئی جیتے جی جائے
بولا کہ بلا کا ڈر کہانتک | پیتے کو ہوا کا ڈر کہانتک
آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے | بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے
کاکل کالی بلا ہے لیکن | ہون موے سیہ سفید اکدن
تھی دفتر عقل مین پری فرد | سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد
بے آب ہو خاک تشنگی دور | بے مے نہ مٹے خمار مخمور
ہم قوم تھا ایک صاحب دل | عالم زاہد فقیر کامل
پیشانی صاف آب کوثر | داغ سجدہ حباب کوثر
گونگا بولے جو لب ہلاوے | پتلی کو نگاہ سے جلاوے
عقدہ کرے حل دہن جو کھولے | زندہ کرے موت کو جو بولے

گھر اوسکا تھا دامن جبل مین / وہ لعل تھا سنگ کی بغل مین
بادل کی طرح اوڑی ہوائی / پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی
آئینہ تھا قلب صاحب فن / اندھیر کا حال سب تھا روشن
منھ کھلتے ہی در کھلا سخن کا / کھویا بالون سے درد جی کا
دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد / ہو آتش سحر مثل گل سرد
یون لے کے روان ہوئی وہ بیتاب / جسطرح روان ہو کوہ سے آب
غم لے کے گئی تھی عیش لائی / غنچہ گئی پھول ہو کے آئی
اختر نے وہ لوح پاکے بی راہ / جڑ سحر کی کاٹی صورت کاہ
قفل باب طلسم توڑا / دوزخ کو ارم بنا کے چھوڑا
دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ / گلزار خلیل ہو گئی آگ
ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری / فی النار تھا ایک پل مین ناری
نکلی جو برنگ کہکشان راہ / زہرہ نکل آئی صورت ماہ
رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی / رک رک کے کمر سنبھالتی تھی
بسکی لب پر شکن جبین پر / آنچل منہ پر نظر زمین پر
گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام / احسان کا بوجھ شرم کا نام
پوشیدہ غبار سے تھی صورت / جیسے خاطر ہو پر کدورت
دکھلاتے تھے بال اوسکے اژدر / اوڑتی ہوئی ناگنین ہوا پر
لو اپنے چمن مین پھر کے آئی / روح اپنے بدن مین پھر آئی
مہمانون کو لائی تیلیون پر / دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر

ہمچشم ملے جو تکتے تھے راہ — آے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق و معشوق کا وصال یعنی زہرہ اور اختر کی عقد کا حال

ساقی میکدے کا در کھول — خم صورت چشم فتنہ گر کھول

مے پینے کو رند آ ڈٹے پھر — چلو چلو ابھی اٹھے پھر

جب برج مین اپنے آئی زہرہ — کچھ اور ہی رنگ لائی زہرہ

دھو دھا کے جو صاف کر لیا تن — چمکی وہ نکھر کے جیسے کندن

سائے سے بدن کے دھوپ پھیلی — رخ صاف تھا آرسی تھی میلی

جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی چوٹی — ناگن صحن چمن مین لوٹی

رنگین کیے دونون لب مسی سے — روئی کالی گھٹا اسی سے

اودھرے جوبن پہ تن کے چولی — بالی سیتے پہن کے بھولی

کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح — عاشق کا دل آبلون مین جسطرح

ہیرے کی ناک مین جو تھی کیل — تھی ناک سنگار کی وہی کیل

قد مین زیور کچھ اسقدر تھا — کنگھی کا پھلا ہوا شجر تھا

دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال — مینا تو نظر دین تھی مے لال

ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹہلی — اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹہلی

بولا یہ کہ تاب اب نہین ہے — بولی ابھی دن ہے شب نہین ہے

بولا مرتا ہون اس جفا سے — بولی وہ کہ اونھہ مری بلا سے

بولا کیا سخت دل ہے ظالم — دل کیا پتھر کی سل ہے ظالم

اتنا کوئی شکل پر نہ اترائے
بولی کہ چلو چلو ہوا ہو
اتراتی ہوں ناز کرتی ہوئیں
کیوں جی جوبن پہ مرتے ہو تم
گھونگر بالوں میں ہیں تو میں پھر
ہاں پھول ہیں گال پھر تمہیں کیا
لو دانت تمہیں دکھاتی ہوئیں
چوٹی اپنی دکھاؤں کالی
لچکاؤں کمر تو کیا کرو تم
میں ناز نہ کم کرونگی ہاں ہاں
اختر مرتے ہو سچ بتاؤ
بولا جادو کہیں سے سیکھوں
پھر میں زہرہ کو بس میں لاؤں
چھبی جو پتے کی اوسنے پائی
جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی
گیسو تیرا جو پیچ جل جائے
طعنے سے دل آج اسنے توڑا
خنجر سنکر زبان تو چل
عزت نہ ڈبوئیں رو کے دیدے

کسکی رہی اور کسکی رہجائے
مینے تو نہیں کہا کہ جا ہو
ہاں ہاں یونہی سنورتی ہوئیں
ترچھی چتون پہ مرتے ہو تم
پھندے جالوں میں ہیں تمہیں پھر
ہیں لعل سے لال پھر تمہیں کیا
کہتا نہ کہ منہ چڑھاتی ہوئیں
ایسا نہو سمجھو سانپ والی
چمکاؤں نظر تو کیا کرو تم
گھنگھرو چھم چھم کرونگی ہاں ہاں
کیونکر مرتے ہو مر تو جاؤ
دیکھوں آنکھیں انھیں سے سیکھوں
چاہوں جو ناچ وہ نچاؤں
منہ پھیر لیا جو منہ کی کھائی
ہمکو نہیں بھاتی یہ ٹھٹھولی
کس بل اسکا ابھی نکلجائے
چوٹی لی مار کسکے کوڑا
آواز آرہی ہنکے ہاں تو چل
جیتے پڑیں ہاتھ دھوکے دیدے

ہے بات جو دانت کچکچائین
تو ساتھ اسے مانگ دے ہمارا
آئین خواب اجل سے چھونکی
منھ مین جو آیا بک کے چلدی
گذرے کچھ دن جو رہتے رہتے
شہر آدسے نے ہنس کے عقدہ کھولا
زہرہ اختر تھے دونون راضی
زینت کا کیا جو شب نے سامان
مہتاب کی آرسی عیان کی
دل کھول کے ملنے کو سدھارے
اختر نے حجاب کی نظر سے
منظور اسے خود تھی پردہ داری
کہتی تھی حیا یہ ظلم ہے سخت
کاہے کو سُنے کسی کی کوئی

دانے کیطرح اسے چبائین
بس کھینچدے اسکے سر پہ آرا
بگلین اسکو مگر گردون کے
بجلی کیطرح چمک کے چلدی
چھیڑا لوگون نے کہتے کہتے
اوس سے کہا اسکا دل ٹٹولا
عقد اونکا کیا بڑا کے قاضی
تارون سے چُنی جبین پہ افشان
اور مانگ دکھائی کہکشان کی
اک برج شرف کو دو ستارے
در بند کیے ہوا کے ڈر سے
منھ پھیر کے آرسی اوتاری
آتی جاتی ہے سانس کمبخت
کیا جانے پرائے جی کی کوئی

ماہ عالم کا پردیس ہی گھبرانا - زہرہ کو سفر کے رستے پر لانا
وطن مین آکر اپنون سے ملنا ملانا

رندون کو بہت جُھلا نہ ساقی
مے پی کے یہ جھوم لین تو چلدین

کر کشتی مے روانہ ساقی
منھ جام کا چوم لین تو چلدین

آیا شہزادے کو وطن یاد | طائر کو آگیا چمن یاد

بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار | آنکھوں مین وہ سرزمین ہوئی خار

سوچا کہ نکلیے نام کی طرح | موج آئی کہ چلیے جام کی طرح

پردیس مین انتشار کبتک | بالاے ہوا غبار کبتک

کیا لطف جو گھر بتر سے چھوٹا | کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا

روشن ہو کہان چراغ کسکا | پھل دے کیسے نخل باغ کسکا

غربت کانٹا سی دل مین کھٹکی | دُھن دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی

زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے | حسرت کو کیا گواہ اوس نے

دانا تھی وہ سمجھی ٹالتا کیا | دم دھاگے کا جال ڈالتا کیا

سیارون کی راہین کون روکے | عشاق کی آہین کون روکے

تھا کوئی عزیز اوسکا یوسف | سونپا اوسے ملک بے تکلف

لیکر زر و مال جو تھا درکار | راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھر بار

گھر کی صورت ہوئی نرالی | بے عقل دماغ جیسے خالی

شیشہ کے بادہ خلد بے حور | پہلوے یار دیدہ بے نور

دیوارین سکوت مین کھڑی تھین | شمعین یکسر جلی پڑی تھین

حیرت سے تھے بسکہ آشنا طاق | ابرو تن مردہ کے تھے یا طاق

برہم زدہ ساری انجمن تھی | پیشانی فرش پر شکن تھی

سمجھتے کے ہجر کا قلق تھا | آئینے کے منہ کا رنگ فق تھا

رنگت بدلی چمن کی غم سے | پھل گر پڑے مثل یار دم سے

گل تھے داغی ثمر تھے داغی — سارے برگ شجر تھے داغی

غم سے ہیں ہوئیں آبدیدہ نہریں — بیچینی سے تلملائیں لہریں

زہرہ گریاں تھی غم کے مارے — مہتاب سے ٹوٹتے تھے تارے

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام — تھا صورت نبض چلنے سے کام

دکھلاتا تھا عالم روانی — پانی یہ ہوا زمین پہ پانی

ماتا کہ نفس کبھی نہ دم لے — چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے

وہ آگے رواں ہوں تیر گر جائے — خورشید نہ پہونچے ساتھ پھر جائے

جو یاسے وطن وطن میں پہونچے — مرغان چمن چمن میں پہونچے

غل ہوگیا ماہ عالم آیا — پھر کرتن مردہ میں دم آیا

کہتے سنتے ہنسی ہنسی میں — بو پھیل گئی گلی گلی میں

جو رجعت مہر کے تھے منکر — کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر

مشتاق جمال شہر بھر تھا — چشم عاشق ہر ایک در تھا

نکلے ملنے سب اوس قمر سے — مانند ہما دہان در سے

پتلی میں لیا نظر نظر نے — دل نذر کیا بشر بشر نے

سلطان نے سنا تو دل ہوا شاد — بولی امید خانہ آباد

بیچین ہوا سے آرزو میں — بیٹا سا اوڑا وہ گل کی بو میں

یکجا ہوے طالب اور مطلوب — باہم ملے یوسف اور یعقوب

جو چہرہ کہ تھا چراغ کا گل — اب کھلکے ہوا وہ باغ کا گل

[illegible] امیر دوڑ کر — بیٹے سے ملا وزیر بڑھ کر

کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت / خلعت بخشے لٹائی دولت
کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن / صدقے اوس دن پہ عید کا دن
قدمون سے لگا تھا عیش جاوید / ہر نقش تھا سرنوشت جمشید
بے اوسکے محل تھا چشم بے نور / روشن کیا اوسنے چشم بد دور
مان کے پانوؤن پہ گر کے بامرد / لپٹا قدمون سے صورت گرد
حورین تو تھین تین ایک تھا مرد / ربع مسکون مین چارون تھے فرد
اختر زہرہ کو گھر مین لایا / تارا اچھی برج اوسنے پایا

مل جل گئے وہ یون رہے وطن مین
دندان جیسے رہین دہن مین

خاتمہ

نیرنگ سخن دکھا چکا تو / سر سجدے کو اے قلم جھکا تو
اللہ کا شکر آج ادا کر / ماتھا رگڑ اور یہ التجا کر
مقبول ہو یہ فسانۂ شوق / ہر بزم مین ہو ترانۂ شوق
شاخین نکلین نہ اس بیان مین / پھولے پھلے گلشن جہان مین
رکھین رکھنے کو طعنہ زن حرف / لیکن رکھین نہ اہل فن حرف
سمجھین رنگینی سخن سے / لعل اگلے ہین شوق نے دہن سے
بلبل کی نظر سے پھول گر جائے / پانی رنگ چمن پہ پھر جائے
زرد اس سے ہو پھول کا پیالہ / گل ہو جل کر

روشن ہو یہ خوبی معانی
صفحون کی چمک دکھائے یہ روپ
چاند اپنے گال کو چھپالے
ہو لفظ مین حسن معنی خوب
آنکھون مین رہے یہ نور بنکر
عاشق اپنا خیال سمجھے
ارباب سخن کرین مری قدر
یکین ملک سخن مین کچھ نہین ہون

قصۂ یوسف کا ہو کہانی
سائے کے لباس مین چھپے دھوپ
بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے
جیسے گھونگھٹ مین روئے محبوب
جا دل مین کرے سرور بنکر
معشوق اپنا جمال سمجھے
چمکا کے بنائین ذرے کو بدر
ہان کشتِ سخن کا خوشہ چین ہون

جتنی میرے سخن کی ہے دھوم
سب ہے فیضِ اسیرِ مرحوم

قطعات تاریخ ترانۂ شوق

امیر- جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی- اوستاد نواب کلب علی خان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیر مرحوم و مغفور

مثنوی کیا ہے کارنامہ ہے
دل مین چبھتی ہین شوخیان اسکی
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے
دُرِ شہوار ہے ہر اک مصرع
صفحۂ عارضِ محبوب

شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
حرف حرف اسکا تیز نشتر ہے
چمن نظم مین گل تر ہے
بیت بیت اسکی سلک گوہر ہے
سطر یا گیسوئے معنبر ہے

شانہ زلف پری کا ہے ہر لفظ	ہندش آئینۂ سکندر ہے
حسن معنی عیاں ہے لفظوں سے	یا کوئی شوخ حور پیکر ہے
سال تاریخ امیر نے یہ کہا	کہ عروس سخن کا زیور ہے ۱۳۰۵ھ

افضل - جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علی خان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب بشیر الدولہ امیر مرحوم و مغفور

واد کیا مثنوی یہ نادر ہے	ہے یہی وجہ یاد حسن و عشق
شوق میں سال طبع لکھ افضل	دفتر از دیاد حسن و عشق ۱۳۰۵ھ

افسر - جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ میہنی شاگرد جناب قلق مرحوم بلگرامی

سیدنا احمد علی شوق آنکہ ہست	زامے اور وشن تر از روے صبیح
پر کمال و فضل ادا این مثنوی	ہست جیسے ناطق و لیلے بس صریح
در جہاں گوئے سخن را زندہ کرد	از دم جان بخش مانند مسیح
پر ز ذوق و شوق آمد حرف شوق	شوق را بخشید حق ذوق صحیح
در سواد ہند تعلقش افگند	شور شیرین کاری حسن ملیح
بسکہ جوشد معنی رنگین ازد	خامہ اش ماند بہ حلقوم ذبیح
مصرع تاریخ طبع افسر نوشت	مثنوی شوق دلچسپ و فصیح ۱۳۰۵ھ

ابر - جناب منشی واحد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر برادر خورد مصنف

قبلہ من شوق سخنور ز شوق	مثنوی تازہ و رنگین بگفت
ابر بجوشش آمد و تاریخ او	نو گل گلزار مضامین بگفت ۱۳۰۵ھ

التجا - جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر حلیم

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی	ہے یہ شوق نامور کی یادگار
التجا لکھ مصرع تاریخ سال	جام دانش انتخاب روزگار ۱۸۸۸ء

بقاؔ - جناب میر بادشاہ علیصاحب خلف جناب میر وزیر صاحب مرحوم

آبدار اور مصفا ہے یہ نظم
جا بجا دور و قرین شہر بہ شہد
راستی مین بھی ہر اک مصرع تر
دی ندا ہاتف غیبی نے مجھے
اے بقاؔ شوق سے یہ کہیے آپ

واہ کیا تازہ کی وجدت ہے
دھوم ہے تذکرہ ہے شہرت ہے
ایک معشوق سہی قامت ہے
کس لیے فکر سن ہجرت ہے
مثنوی آئینۂ حیرت ہے
۱۳۰۵ھ

بسملؔ - جناب منشی محمد واحد علیصاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق
روشن ہین جو عشق کے مضامین
ہو جاتے ہین مست اسکو پڑھکر
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن
تاریخ کہی یہ مین نے بسملؔ

ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
گویا ہے سے ایاغ عشاق
تازہ جس سے دماغ عشاق
افسانۂ درد و داغ عشاق
۱۸۸۸ء

تمناؔ - شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے
تاریخ لکھا دسکی اے تمناؔ

بے شبہ یہی ہے رہبر عشق
واماں آئینہ وفتہ عشق
۱۳۰۵ھ

حکیمؔ - جناب مرحمت الدولہ بہار الملک منشی سید غضنفر علیخان صاحب بہادر صولت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ بہادر بشیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق
عقل اول کے سلیے کا غذ پر
حسن بندش پہ قصیدہ ہی فدا
بہر ایذاے عدو ہے مصرع
جناب کردیتا ہے وہ نور

ہر مفصل سے ہے نشار محل
نقطے ہین عقدۂ بالا انحل
رنگ ہر دل ہے ہے قربان غزل
صورت نشتر زنبور عسل
میل ہو نہ کیون ضرب مثل

ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم — اول اول ہوے ہین مستعمل
انتخابی یہ دیے ہین نقطے — حرف منقوط ہے حرف مہمل
بات پر اوسکی ہے قربان نبات — نوشدار وہے نثار حنظل
گرد نقطون کے دو اثر لیون ہین — پاؤن مین جیسے دولہن کے چھاگل
خاتمہ اوس پہ تناسب کا ہی — شہد آخر ہے تو تلخ اول
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم — کب زمین شعر کی ہے بے بادل
پاے تاریخ مین ہے جاے حنا — رنگ خون جگر حسن ازل
۱۳۰۵ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر ضلع جونپور

بے مثل ولاجواب ہے یہ نظم دلفریب — سب شاعری کے رنگ ہین اسمین ملے ہوئے
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر — گلزار فکر شوق کے ہین گل [illegible]
۱۸۸۷

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خانصاحب تعلقدار صلال پور رئیس قصبہ سندیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد — احسنت بگفت روح صائب
شاعر چو نمود فکر تاریخ — گفتہ کہ عجائب و غرائب
۱۳۰۵

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مدبر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی طرح مین قاصر زبان ہے — محنت جناب شوق نے کی لوٹ لوٹ کے
ہاتف نے دی ندا یہ پئے سال اے ظہور — حق یہ ہے بھر دیا ہے مزا کوٹ کوٹ کے
۱۳۰۵ھ

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمۂ بہار لکھنؤ شاگرد جناب حکیم

طبع شد مثنوی نادر دہر — یادگار زمان ترانۂ شوق

نظم روشن کلام ماہ مبین — نیّر آسمان ترانۂ شوق
نور افشان مدام این تصنیف — جلوۂ جاودان ترانۂ شوق
اہل عالم ہمہ مسرت سنج — دل کند شادمان ترانۂ شوق
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل — صبح عید جہان ترانۂ شوق
۱۳۰۵ھ

عیش - جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی

زہے احمد علی شوق سخنور — وہ ہین اے عیش رشک غالب و ذوق
لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ — فصاحت مین وہ سب سے لے گئے فوق
کلام اونکا گلے کا ہار یون ہے — کہ جیسے گردن معشوق مین طوق
لکھو بے روے زحمت طبع کا سال — خیال عمدہ و لیس نازک شوق
۱۳۰۵ھ

عارف جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب مرحمت الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

شاہد این مثنوی بیعدیل — ہست رنگین چہرہ مانند خیال
حسب حکم شوق سال انطباع — گفت عارف خوبصورت بے مثال
۱۹۴ھ

فصاحت جناب سید عباس حسن صاحب لکھنوی خلف جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور در صنعت زبر دنیات

چونکہ ہین شوق صاحب ادراک — شاعری مین رسا طبیعت ہے
مثنوی یہ اونھون نے خوب کہی — سارے عالم مین جسکی شہرت ہے
دیکھین نازک خیال دونون رنگ — کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
کہتے ہین شاعران سحر بیان — فی الحقیقت طلسم حیرت ہے
کہین سامان وصال کا دلچسپ — کہین پُردرد حال فرقت ہے
کہین عاشق کا اضطراب ہے نظم — کہین معشوق کی شرارت ہے
پہرون دیکھو تو دل نہین بھرتا — کوئی محبوب خوبصورت ہے
[illegible] مصنف اگر — فکر تاریخ اسے فصاحت ہے

بیتات وزیر ملین لکھہ مصرع	واہ یہ گلشن محبت ہے ۱۳۰۵ھ

قمر - جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

خوب ہی رنگین ہے گل تنظیم شوق	سارے گلون کا ہے یہ سرتاج گل
مصرع تاریخ یہ کہئے قمر	باغ معانی کا کھلا آج گل ۱۳۰۵ھ

محسن - جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ صبح تجلی - سراپاے رسول اکرم وقصائد نعتیہ وغیرہ

اس قدر شوخ مثنوی محسن	نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے
روبرو اس زبان اردو کے	فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر	فلک ہشتمین پہ کرسی ہے
سحر وافسون ہے بول چال اسکی	فتنہ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون	سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے	ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے	بارک اللہ عجیب شوخی ہے ۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق	افسونے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین	نیرنگ معنی شگفتہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

می سزد بہر نثار این نگارین مثنوی	آب وتاب گوہر شہوار اشعار یتیم
گرچہ میگوید سخندانش بہاے بیخزان	گلشنش کہ بود خزانے بہر گلزار نسیم ۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہوش ربا گشت زاہل مذاق	چاشنی دین سخن ذوق شوق
ہاتف غیب از پے تاریخ سال	گفت زمحسن چمن ذوق شوق

محبت - سید محمد واجد حسین صاحب تعلقدار رسولی - شاگرد جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی	کہتے ہین سب شاعر اسکو جان عشق
لکھو ہجری مین محبت سال طبع	ہے عجائب یہ بہارستان عشق ۱۳۰۵ھ

معصوم - جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب مرحمت الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی	جسکا دل طالب ہے وہ مطلوب ہے
کیون ہے سال طبع مین معصوم فکر	لکھدے اب یہ مثنوی مرغوب ہے ۱۸۸۸ع

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا	ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
لکھ معصوم نے یہ سال طبع	ثمرہ جان ہے یا ترانۂ شوق ۱۸۸۷ع

نعیم - جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب - شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

رنگین نظم شوق سخنور	رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی دلچسپ کو دیکھو	اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام وصلت	اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا	دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیے نعیم اب تاریخ اسکی	کیا ہی لعل تاج سخن ہے ۱۳۰۵ھ

وزیر - جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب تسلیم

کہی ہے عجب مثنوی شوق نے	بلا شبہہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جب دم وزیر	یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے ۱۳۰۵ھ

وفاق۔ جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق | کہ ہیں غلمان لفظ و حور معنی
ہے آئینہ صفا ہے بندش بیت | عیاں ہے چہرۂ پر نور معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی | گلستان مضامین طور معنی

۱۲۸۷ء

یوسف۔ جناب نواب محمد یوسف حسین خانصاحب بہادر رئیس شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر سپہر مرحوم و مغفور

شوق کی یہ مثنوی ہے بے نظیر | اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو | ہے وفاق ایسا کہ قربان ہو نفاق
کلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع | جلوہ آرا حال درد اشتیاق

۱۳۰۵ھ

حسان۔ جناب منشی محمد مہر علیصاحب ... لوی۔ شاگرد جناب قدر بلگرامی مرحوم

زہی رنگ این مثنوی فصیح | بدام فصاحت سخن شد اسیر
چو حسان خیال سن طبع کرد | رقم زد قلم نسخہ بے نظیر

۱۸۸۷ء

فیروز۔ جناب محمد فیروز شاہ خانصاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا | سراپا کہانی ہے درد جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب
لکھی۔ مثنوی شوق والا گہر کی

۱۳۰۵ھ